ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

3

18تا24ربیع الثانی 1438ھ/17تا23جنوری2017ء

ظلم کا خاتمہ اور عدل کا قیام

ظلم کسی بھی حالت میں قابلِ قبول نہیں ہے۔ظالم فرد ہو یا جماعت، عوام ہوں یا حکومت، ظلم کا ساتھ کسی صورت میں بھی نہیں دیا جا سکتا۔ظالم کے ساتھ تعاون کرنے والا بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ظلم میں برابر کا شریک ہے۔حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے حق کو دبانے کے لئے باطل کا ساتھ دیا اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اس سے برأت و بے زاری کا عام اعلان ہے۔“

صحابیٔ رسول ﷺ حضرت عمر بن سعدؓ نے اسلام کی کتنی خوشنما تعریف کی ہے! فرماتے ہیں ”اسلام ایک ناقابلِ شکست فصیل ہے اور مضبوط دروازہ! اسلام کی فصیل اس کا عدل و انصاف ہے اور اس کا دروازہ حق و صداقت! اگر یہ فصیل گر جائے اور یہ دروازہ ٹوٹ جائے تو اسلام مغلوب ہو جائے گا۔جب تک سلطان مضبوط ہوگا، اسلام غالب رہے گا اور سلطان کی مضبوطی تلوار اور کوڑے کی بدولت نہیں ہوتی بلکہ اس کی مضبوطی کا راز حق و انصاف اور عدل و مساوات میں پنہاں ہے۔“

سچی بات یہ ہے کہ جس قوم میں ظلم و ستم عام ہو جائے وہ ہر لحاظ سے پستی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جس قوم میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو وہ ہر میدان میں سرخرو ہوتی ہے۔

سید عمر تلمسانیؒ

اس شمارے میں

مسلم، ہندو، سکھ اور عیسائی ہم سب ایک ہیں؟

بہترین اور بدترین خلائق

اپنے حصے کا فرض

مطالعۂ کلامِ اقبال

اسرائیل مخالف قرارداد کا پس منظر

تعلیم نسواں اور بچوں کی تربیت

حکم الٰہی سے اعراض

The genocide of Muslims in Myanmar

دیوار تعمیر کرنے کی حکمت

الہدیٰ (738)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الکہف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت :82

وَاَمَّا الۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ فِى الۡمَدِيۡنَةِ وَكَانَ تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا‌ ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنۡ يَّبۡلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسۡتَخۡرِجَا كَنۡزَهُمَا ‌ۖ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ‌ ۚ وَمَا فَعَلۡتُهٗ عَنۡ اَمۡرِىۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ تَاۡوِيۡلُ مَا لَمۡ تَسۡطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ۞

آیت ۸۲ ﴿وَاَمَّا الۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ فِى الۡمَدِيۡنَةِ وَكَانَ تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا‌ ۚ﴾ ”اور رہی وہ دیوار! تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی‘ اور اس کے نیچے خزانہ تھا ان دونوں کے لیے‘ اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔“

باپ نے جب دیکھا ہوگا کہ میرا آخری وقت قریب آ لگا ہے اور میرے بچے ابھی بہت چھوٹے ہیں تو اس نے اپنی ساری پونجی اکٹھی کر کے دیوار کی بنیاد میں دفن کر دی ہوگی‘ اس امید پر کہ جب وہ بڑے ہوں گے تو نکال لیں گے۔ لیکن اگر وہ دیوار وقت سے پہلے ہی گر جاتی تو اس بستی کے نا ہنجار لوگ جو کسی مسافر کو کھانا کھلانے کے بھی روادار نہیں‘ ان یتیموں کا دفینہ لوٹ کر لے جاتے۔

﴿فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنۡ يَّبۡلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسۡتَخۡرِجَا كَنۡزَهُمَا ‌ۖ﴾ ”لہٰذا آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور نکال لیں اپنا خزانہ“

باپ چونکہ نیک آدمی تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیوار کی مرمت کا اہتمام کر کے اس کے کمسن یتیم بچوں کی بھلائی کا سامان کیا گیا۔

﴿رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ‌ ۚ وَمَا فَعَلۡتُهٗ عَنۡ اَمۡرِىۡ‌ ؕ﴾ ”(یہ سب امور) آپ کے رب کی رحمت سے (طے ہوئے) تھے‘ اور میں نے اپنی رائے سے انہیں سرانجام نہیں دیا۔“

یعنی یہ تمام امور اللہ کی رحمت کا مظہر تھے۔ یہ اللہ ہی کے فیصلے تھے اور اسی کے حکم سے ان کی تنفیذ و تعمیل کی گئی۔ میں نے اپنی مرضی سے ان میں سے کچھ بھی نہیں کیا۔ ان امور کے سلسلے میں اللہ کے احکام کی تنفیذ کرنے والے اللہ کے وہ بندے حضرت خضر تھے‘ کوئی اور ولی اللہ تھے یا کوئی فرشتہ تھے‘ اس سے فرق نہیں پڑتا۔ اس سارے واقعہ میں اصل بات جو سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے ایسے تمام بندے کارکنانِ قضا وقدر کی فوج کے سپاہی ہیں اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے جن احکام کی تنفیذ کر رہے ہیں ان کا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ تکوینی امور سے ہے۔ دنیا میں جو واقعات و حادثات رونما ہوتے ہیں ہم صرف ان کے ظاہری پہلو کو دیکھ کر ہی ان پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں یا دل گرفتہ ہوتے ہیں۔ بہرحال ہمیں یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے اس میں خیر اور بھلائی ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے تمام معاملات میں ”تفویض الامر“ کا رویہ اپناتے ہوئے راضی برضائے ربّ رہنا چاہیے کہ: ع ”ہر چہ ساقیٔ ما ریخت عین الطاف است!“

﴿ذٰ لِكَ تَاۡوِيۡلُ مَا لَمۡ تَسۡطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ۞﴾ ”یہ ہے اصل حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔“

فرمان نبویؐ

دنیا کا غم

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنۡ كَانَتِ الۡاٰخِرَةُ هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِىۡ قَلۡبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمۡلَهٗ وَاَتَتۡهُ الدُّنۡيَا وَهِىَ رَاغِمَةٌ وَمَنۡ كَانَتِ الدُّنۡيَا هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ فَقۡرَهٗ بَيۡنَ عَيۡنَيۡهِ وَفَرَّقَ عَلَيۡهِ شَمۡلَهٗ وَلَمۡ يَاۡتِهٖ مِنَ الدُّنۡيَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهٗ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے سب سے زیادہ فکر آخرت کی ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا کر اس کے دل کو تسکین دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے (یعنی دنیا کا مال و متاع جو اس کی قسمت میں لکھا ہے بغیر کسی شدید مشقت کے آسانی سے اس کے پاس پہنچ جاتا ہے)۔ جو شخص دنیا کے عیش پر مر مٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو، اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے (یعنی وہ محسوس کرتا ہے کہ میں لوگوں کا محتاج ہوں) اور اللہ تعالیٰ اس کے سلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے اُلجھا دیتا ہے (اس لیے وہ سکونِ قلب کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے) اور دُنیا کا رزق (زیادہ نہیں بلکہ) اسے صرف اتنا ہی ملتا ہے، جتنا اس کے مقدر میں ہوتا ہے“۔

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلم، ہندو، سکھ اور عیسائی ہم سب ایک ہیں؟

دنیا اخبار کی شہ سرخی کے مطابق پاکستان کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے ہندوؤں کے نو سو سال پرانے کٹاس راج مندر کے دورے کے دوران کہا ہے : ''مسلم، ہندو، سکھ اور عیسائی ہم سب ایک ہیں'' وزیراعظم صاحب نے چند ماہ پہلے ہندوؤں کے ایک اور اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ مجھے اس تقریب میں مدعو کریں جس میں آپ ایک دوسرے پر رنگ پھینکتے ہیں اور مجھ پر بھی رنگ پھینکیں۔ ہمارے وزیراعظم چند سال پہلے سیفما (SAFMA) کے پلیٹ فارم سے یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا خدا ایک ہے' ان کا رہنا سہنا ایک جیسا ہے' ان کا کلچر ایک ہے' ان کی روایات سانجھی ہیں' پاکستان اور بھارت کے درمیان محض ایک لکیر ہے۔ اسی بات کو مشرقی پنجاب کے سکھ وزیراعلیٰ نے میاں شہباز شریف کی دعوت پر پاکستانی پنجاب کا دورہ کرتے ہوئے پاک سرزمین پر کھڑے ہو کر' مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا تھا کہ یہ فرضی اور غیر فطری لکیر اب مٹ جانی چاہیے۔ اس سے پہلے کہ ہم ان کے بیان اور ہندوؤں کی مذہبی رسم ہولی میں شرکت پر کوئی تبصرہ کریں۔ ہم قارئین کے سامنے قرآن پاک کے آخری پارے کی سورۃ الکافرون کا ترجمہ رکھیں گے تاکہ یہ جان سکیں کہ ہمارا رب اپنے محبوب اور آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہم تک اپنا کیا پیغام بلکہ صحیح تر الفاظ میں کیا حکم پہنچاتا ہے:

> ''(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! میں ان کو ہرگز نہیں پوجتا جن کو تم پوجتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ ہی میں آئندہ کبھی پوجنے والا ہوں ان کو جن کی تم پرستش کر رہے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اب تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک اسلامی ریاست میں تمام غیر مسلموں کی جان' مال اور عزت کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہوگی علاوہ ازیں قرآن پاک مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان کے جھوٹے معبودوں کو بھی ہرگز بُرا مت کہیں مبادا کہ کافران کے سچے رب کو بُرا کہہ دیں۔ گویا ایک اسلامی ریاست نہ صرف غیر مسلموں کی مسلمان شہریوں ہی کی طرح حفاظت کی ذمہ دار ہوگی بلکہ انہیں اپنی عبادت گاہوں میں اپنے عقائد کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت ہوگی لیکن مسلم اور غیر مسلم کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچ دی' ایک فصل قائم کر دیا کہ ان کے لیے ان کا دین ہے اور ہمارے لیے ہمارا دین ہے۔ ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم کچھ یوں ہے: کہ جو مسلمان کسی دوسرے مذہب کے طور طریقے اور کلچر کو اپنائے گا وہ روزِ قیامت امت مسلمہ سے نہیں بلکہ اس دوسری قوم کے ساتھ اٹھایا جائے گا جس کے رنگ میں وہ رنگا گیا ہوگا۔ اس حدیث سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ روزِ قیامت ایسے مسلمان کا مسلمان ہونے کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

میاں نواز شریف نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹ جانے کے بعد یعنی ضیاء الحق کے دور میں سیاست کے میدان میں قسمت آزمائی شروع کی تھی۔ مارشل لاء کے دوران پنجاب کے وزیر خزانہ بنے بعد ازاں جب ضیاء الحق نے غیر جماعتی انتخابات کروائے جس کا پاکستان پیپلز پارٹی نے بائیکاٹ کیا تھا' ان

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

18 تا 24 ربیع الثانی 1438ھ جلد 26
17 تا 23 جنوری 2017ء شمارہ 03

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

انتخابات کے نتیجہ میں وزیراعلیٰ پنجاب بنے۔ یہ وہ دور تھا جب عوامی سطح پر پاکستان پیپلز پارٹی بہت پاپولر تھی۔ بھٹو کی پھانسی نے عوام میں پاکستان پیپلز پارٹی کے لیے ہمدردی کا جذبہ بھی پیدا کر دیا تھا۔ یہ جماعت بائیں بازو سے تعلق رکھنے کی دعوے دار تھی اور بھٹو نے سوشلزم اور روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر غیر معمولی مقبولیت حاصل کر لی تھی۔ میاں صاحب کی فیملی مذہبی فیملی تصور کی جاتی تھی۔ پی پی پی کے مقابلے میں میاں صاحب نے اسلامی جماعتوں سے اتحاد کر کے سیاست کی۔ امریکہ دنیا بھر کے اسلام پسندوں کا اتحادی اور دوست تھا۔ امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق پاکستان کے تعلیمی نصاب میں جہاد سے متعلق سورتیں اور آیات اسی کے مشورہ سے شامل کی گئی تھیں۔ قصہ کوتاہ صدر ضیاء الحق کی سرپرستی میں سیکولر پیپلز پارٹی کے خلاف آئی جے آئی کے نام سے اسلامی اتحاد قائم ہوا۔ اس اتحاد کو ملکی سطح پر چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور بین الاقوامی سطح پر امریکہ جیسی سپر پاور کی حمایت حاصل ہوگئی۔ اس دور میں میاں صاحب کا یہ جملہ بہت مشہور ہوا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا نام سن کر میرا خون کھول اٹھتا ہے۔ میرا بس چلے تو میں اس پارٹی کو سمندر میں پھینک دوں۔ پھر ضیاء الحق کا جہاز کریش کر گیا۔ اس کے بعد بھی کئی سال تک میاں صاحب 17 اگست کو ضیاء الحق کے مزار پر جا کر اعلان کرتے رہے کہ میں ضیاء الحق کا مشن پورا کروں گا۔

12 اکتوبر 1999ء کو پرویز مشرف نے اپنا حلف توڑتے ہوئے بغاوت کی‘ جمہوریت پر شب خون مارا اور حکومت پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ نواز شریف نے کچھ وقت جیل میں گزارا۔ بالآخر پرویز مشرف کے ساتھ دس سالہ جلاوطنی کا معاہدہ کر کے سعودی عرب چلے گئے۔ آغاز میں میاں صاحب اپنی جلاوطنی کو جبری قرار دیتے رہے اور کسی قسم کے معاہدے سے انکار کیا لیکن جب میڈیا پر معاہدہ دکھایا گیا تو خاموشی اختیار کر لی۔

سعودی عرب میں جلاوطنی کے دوران انہوں نے پاکستان کے بعض صحافیوں اور دوسرے شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی موجودگی میں خانہ کعبہ یا روضۂ رسول پر برملا کہا کہ اگر اب انہیں اقتدار ملا تو وہ سود کا خاتمہ کر دیں گے اور پاکستان میں اسلامی نظام رائج کریں گے۔ ہم نے یہ سارا قصہ قارئین کے سامنے اس لیے رکھا کہ معلوم ہو کہ اب یہ ذہنی انقلاب کیسا کہ مذہبی گھرانے سے تعلق رکھنے والا شخص اور ایک مدت تک اسلام کا نام لے کر اور اسلام پسندوں کے ساتھ اتحاد کر کے سیاست کرنے والا شخص اب لبرل ازم کی مالا جپے اور سرخوں کی اصطلاح، پروگریسو کی اصطلاح استعمال کرے جو سیکولر ازم کا مفہوم بھی دیتی ہے۔ جو اسلام کی پشت میں خنجر گھونپنے والے قادیانیوں کو اپنا بھائی کہے۔ ان کے دل میں قادیانیوں سے محبت کی ایسی لہر اُٹھے کہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے نیشنل سنٹر فار فزکس کو ایک مسلمان کے نام سے ہٹا کر متعصب قادیانی کے نام سے منسوب کر دیا جائے۔ اگر ہم سب ایک تھے تو جس تقسیم کو محض ایک لکیر قرار دے کر آپ اس کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، تو خدارا! بھولیے نہیں کہ یہ لکیر ہزاروں مسلمانوں کے خون سے کھینچی گئی تھی۔ ایسی ایسی پاک طینت اور باپردہ عورتیں فلک نے بھی جن کی کبھی جھلک نہ دیکھی تھی اس لکیر کو کھینچنے کی کوشش میں ان کی عزت تار تار کر دی گئی۔ اسی لکیر کی خاطر سہاگنوں کے سہاگ اجڑ گئے‘ ماؤں کی گودیں خالی ہوئیں‘ ننھے ننھے معصوم بچوں کو آگ میں جھونک دیا گیا‘ ایک دنیا نے گھر بار چھوڑے صرف اس لیے کہ کسی طرح اس لکیر کی دوسری طرف چلے جائیں۔ ان میں بہت سے ایسے بھی تھے کہ ہندوستان میں وہ حویلیوں کے مکین تھے لکیر کے پار کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہوگئے۔ قطار میں لگ کر روٹی لینے لگے۔ بہت ہی کم لوگ اب زندہ ہوں گے جنہوں نے یہ نظارے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ مسلم، ہندو، سکھ، عیسائی ہم سب ایک ہیں کا نیا نعرہ سن کر وہ بھی مرنے والوں پر رشک کرتے ہوں گے اور مرنے والوں کی روحیں مضطرب ہوگئی ہوں گی۔

گزشتہ تیں پینتیس سال سے پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) باری باری حکومت کر رہے ہیں۔ اگر مسلم‘ ہندو‘ سکھ‘ عیسائی ہم سب ایک ہیں کا نعرہ سابق صدر زرداری نے لگایا ہوتا تو ہمیں زیادہ صدمہ نہ پہنچتا۔ وہ اسلامی گھرانے سے تعلق رکھنے کے دعوے دار نہیں تھے‘ وہ سوشلزم کے نعرہ سے سیاسی میدان میں اُترے۔ انہوں نے اسلامی اتحاد نہ بنائے۔ وہ کہتے ہیں عہد پورا کرنا قرآن و حدیث تو نہیں۔ انہوں نے کبھی خلوت یا جلوت میں اسلامی نظام لانے کا وعدہ نہیں کیا تھا لہٰذا ان سے کیا گلہ اور کیا شکوہ۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح منافق کافر سے بدتر ہے۔ اسی طرح منافقانہ طرزِ عمل اور رویہ کافرانہ طرزِ عمل اور رویے سے بدتر ہے درحقیقت یہ وہ سزا ہے بلکہ صحیح تر الفاظ میں وہ عذاب ہے جو ہم پر مسلط ہے اس لیے کہ بحیثیت مجموعی مسلمانانِ پاکستان نے دین سے دوری اختیار کی ہے بلکہ دین سے غداری کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اب حکمرانوں کے نزدیک پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ نہیں رہا بلکہ لبرل ازم اور سیکولر ازم بن گیا۔ اللہ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے، ہم صحیح ٹریک پر آ جائیں، ہم صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔ آمین یا رب العالمین۔ اِس نظریاتی زوال کے صرف حکمران ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ کسی حد تک عوام بھی ذمہ دار ہیں۔ لوڈشیڈنگ بڑھ جائے تو عوام سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ حکومت کو مصیبت پڑ جاتی ہے۔ وہ جیسے کیسے ممکن ہو لوڈشیڈنگ میں کمی لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ٹیکس بڑھ جائے تو تاجر ایسی ہڑتال کرتے ہیں کہ حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح ہر طبقہ سڑکوں پر نکل آتا ہے جب اُس کے دنیوی مفاد پر زد پڑتی ہے۔ لیکن پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے کوئی طبقہ سڑکوں پر آنے کو تیار نہیں۔ کسی کو اِس کی فکر نہیں کہ ہم نے تحریک پاکستان کے دوران اللہ سے کیا وعدہ کیا تھا؟ اپنی ذمہ داری سے یہ گریز اور تغافل قوم کو بہت مہنگا پڑے گا۔ کاش افراد، جماعتیں اور مختلف تنظیمیں ہماری تکبیر مسلسل پر کان دھریں۔ اگر ہم اُس شاخ کو کاٹتے رہے جس پر ہم سب کا بسیرا ہے تو انجام کیا ہوگا؟ اللہ سے دعا ہے کہ ہم حالات کی سنگینی کا ادراک کر کے اپنا دینی فریضہ ادا کریں جو نہ صرف قومی سطح پر نئی زندگی بخشے گا اور ملک و قوم کو مضبوط و توانا کرے گا بلکہ ہم سب کی آخرت بھی سنور جائے گی۔

بہترین اور بدترین خلائق

سُورۃُ الْبَیِّنَۃ کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 06 جنوری 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراہیم

محترم قارئین! سلسلہ وار مطالعہ قرآن مجید کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ البیّنۃ کا مطالعہ کریں گے۔ بیّنۃ کا مطلب ہے روشن دلیل یا وہ شے جو بالکل واضح ہو، جس میں کوئی شک وشبہ یا ابہام نہ ہو۔ اگر دیکھا جائے تو سورۃ البیّنۃ کا پچھلی دو سورتوں کے ساتھ ایک خاص ربط اور تعلق نظر آتا ہے۔ سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات سے نزول وحی کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ ایک بالکل نیا تجربہ تھا اور کسی کو نہیں معلوم تھا کہ قرآن کیا شے ہے؟ چنانچہ سورۃ العلق کے بعد والی سورۃ القدر میں باقاعدہ قرآن کا تعارف کروایا گیا کہ اس کی کتنی عظمت اور اہمیت ہے اور اب اس سورت یعنی البیّنۃ میں قرآن کی ضرورت پر روشنی ڈالی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ قرآن کے ساتھ ایک رسول بھیجنا کیوں ضروری تھا۔

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ①﴾ ”نہیں تھے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا اہل کتاب میں سے اور مشرکین میں سے الگ ہونے والے (یا باز آنے والے) جب تک کہ ان کے پاس البیّنہ نہ آ جاتی۔“

یعنی دنیا میں اصل ہدایت بالکل مخفی ہو چکی تھی۔ ہدایت کا جنازہ نکل چکا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو تورات عطا کی گئی تھی اس میں تحریفات کر دی گئیں تھیں اور ان کا دین بگاڑ کر انتہائی بری حالت کو پہنچا دیا گیا تھا۔ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو ہدایت نازل کی گئی تھی اس میں بھی ملاوٹ کر کے ایک اللہ کو معبود ماننے کی بجائے تثلیث کا عقیدہ گھڑ لیا گیا تھا اور اس کے علاوہ عیسائیت راہبانیت میں بدل چکی تھی جس کا اصل دین سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ دین میں تحریفات کی وجہ سے لوگ دین کے نام پر بدترین شرک کے مرتکب ہو رہے تھے۔ گویا پوری دنیا اس وقت جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر طرف شیطانی تصورات کے ڈیرے تھے۔ چاہے اہل کتاب ہوں یا مشرکین سب اصل راہ یعنی توحید کے راستے سے بھٹکے ہوئے تھے۔ کہنے کو تو اہل کتاب بھی اپنے آپ کو توحید پرست سمجھتے تھے، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کا دعویٰ رکھتے تھے۔ جیسے آج کے مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں اور توحید کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن عملاً نہ تو خدا کو ایک مانتے ہیں اور نہ اس کی نازل کی ہوئی ہدایت پر عمل ہے۔ اسی طرح مشرکین نے بھی 360 معبود بنائے ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے جو کہ خالص ایک رب کی پیروی کرنے والے تھے۔ مگر ان کی اولاد آج بدترین شرک اور جہالت میں مبتلا تھی۔ چنانچہ یہ وہ وقت تھا جب انسانیت کو ہدایت کی شدید ضرورت تھی۔ شیطان نے ان کو اس قدر گمراہ کر دیا تھا کہ جب تک واضح ہدایت اور روشن دلیل ان تک نہ پہنچتی یہ لوگ اپنی ان جاہلانہ حرکتوں سے باز نہیں آنے والے تھے اور نہ سیدھی راہ پر چلنے والے اور کفر کرنے والے علیحدہ علیحدہ ہو سکتے تھے۔

وہ البیّنہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت اگلی آیات میں کی جا رہی ہے:

﴿رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ②﴾ ”ایک رسول (ﷺ) اللہ کی جانب سے جو تلاوت کرتے ہیں پاکیزہ اوراق کی۔“

یعنی بیّنۃ صرف قرآن ہی نہیں ہے بلکہ اس کتاب ہدایت کی عملی تشریح کے لیے ساتھ ہادی اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی بھیجا گیا ہے اور وہ بڑے پاکیزہ صحیفے ہیں جن کو وہ پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اور قرآن مل کر بیّنۃ ہیں۔ اللہ نے واضح ہدایت جو قرآن کی صورت میں نازل کی ہے اس کی عملی تعبیر و تشریح آپ ﷺ کی سیرت میں موجود ہے۔ چنانچہ دونوں مل کر ایک ایسی واضح اور روشن دلیل ہیں کہ جس کے بعد گمراہی، شرک اور جہالت کے اندھیروں میں ڈوبے رہنے کی کوئی وجہ اور کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔

﴿فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ③﴾ ”ان میں بڑے مضبوط احکام (تحریر) ہیں۔“

قرآن مجید کی 114 سورتیں ہیں اور ہر سورت اپنی جگہ ایک شہر ہے۔ سورت فصیل کو کہتے ہیں جس کے اندر ایک شہر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہدایت کے 114 شہر ملائیں تو پھر قرآن بنتا ہے اور ہر سورت میں ایک منفرد انداز میں ہدایت کا خاص پہلو بیان ہوا ہے۔ یعنی سب سورتیں مل کر ہر اعتبار سے کامل اور جامع ہدایت بنتی ہیں اور پھر خاص طور پر جب ہدایت مکمل ہوگئی تو پھر اس کو محفوظ بھی کر دیا گیا ہے۔ قرآن سے پہلے جتنی کتابیں نازل ہوئیں ان میں سے کسی کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے نہیں لیا۔ قرآن واحد آسمانی کتاب ہے جس کی حفاظت کا مکمل ذمہ اللہ نے لیا ہے اور وہ قیامت تک انسانیت کے لیے کامل ہدایت کی صورت میں محفوظ رہے گی۔

﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

جَآءَ تۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ ’’اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے تفرقہ نہیں کیا مگر اس کے بعد جبکہ ان کے پاس البیّنہ آ چکی۔‘‘

اس واضح ہدات اور روشن دلیل البیّــنَة یعنی قرآن اور آخری نبی ﷺ کے آنے کے بعد بھی اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ نے ہدایت کو نہیں مانا، ان پر ایمان نہیں لائے اور تفرقے میں پڑ گئے۔ یہ تفرقہ کیا تھا؟ ایسا ہرگز نہیں تھا کہ انہیں پتا نہیں چل رہا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہدایت پر مبنی کلام ہے یا کچھ اور؟ اور نہ ہی انہیں آخری نبی ﷺ کو پہچاننے میں کوئی دقت پیش آ رہی تھی۔ وہ تو پہلے سے آخری رسول کے منتظر تھے اور تورات اور انجیل میں نبی آخر الزمان ﷺ کے آنے کی بشارتیں موجود تھیں۔ اگرچہ ان آسمانی کتابوں میں کافی تحریفات کر دی گئیں تھیں لیکن اس کے باوجود بھی آپ ﷺ کا ذکر ان میں موجود تھا۔ ان کے علماء کو معلوم تھا کہ کھجوروں کی سرزمین میں نبوت کا ظہور ہونے والا ہے۔ آپ ﷺ کے معاملے میں انہیں کوئی غلط فہمی ہرگز نہیں تھی۔ وہ آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور خوب پہچانتے تھے۔ قرآن میں دو جگہ کہا گیا ہے: ﴿ يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ۘ﴾ (الانعام:20) ’’(اہل کتاب) پہچانتے ہیں ان (ﷺ) کو جیسا کہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔‘‘

اس سے آگے کی بات ہو ہی نہیں سکتی تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اتنی روشن دلیل اور واضح نشانیوں کے بعد بھی ہدایت سے پھر گئے اور تفرقے میں پڑ گئے۔ چنانچہ ان کے اس تفرقے کی اصل وجہ ان کی ہٹ دھرمی اور تکبر تھا۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ اڑھائی ہزار سال سے نبی اور رسول بنی اسرائیل میں ہی آتے رہے ہیں تو آخری رسول کا ظہور بھی ہم سے ہی ہوگا۔ وہ اپنے طور پر اہل مکہ کا مذاق اُڑایا کرتے تھے کہ یہ اُمی ہیں یعنی ان پڑھ ہیں اور جاہل ہیں اور ان میں آج تک کوئی نبی یا رسول نہیں آیا۔ اس بناء پر وہ انہیں کمتر اور خود کو اونچے مقام و مرتبے والا سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل سے ہی آپ ﷺ کو نبی اُمی بنا کر بھیج دیا تو یہی لفظ اُمی بنی اسماعیل کے لیے باعث فخر بن گیا جس کا بنی اسرائیل مذاق بناتے تھے۔ ﴿ اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ ﴾ ’’جو اتباع کریں گے رسولِ نبی اُمی (ﷺ) کا‘‘ ﴿ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ ﴾ (الاعراف:157) ’’جسے پائیں گے وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں‘‘

لیکن بنی اسرائیل کی یہی ہٹ دھرمی اور تکبر انہیں لے ڈوبا کہ آخری نبی ہم سے کیوں نہ آیا۔ گویا وہ مشیت الٰہی کو بھی اپنی مرضی کے تابع دیکھنا چاہتے تھے۔ معاذ اللہ۔ صرف اس بات پر وہ واضح ہدایت اور روشن دلیل یعنی البیّــنَة کے آنے کے باوجود ہدایت سے منہ موڑ بیٹھے اور اس وجہ سے سزا کے مستحق ٹھہرے۔

﴿ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۙ حُنَفَآءَ ﴾ ’’اور انہیں حکم نہیں ہوا تھا مگر یہ کہ وہ بندگی کریں اللہ کی، اپنی اطاعت کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے، بالکل یکسو ہو کر‘‘

شیخ الہند نے حُنَفَآءَ کا ترجمہ ’’ابراہیم علیہ السلام کی راہ پر‘‘ کیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی راہ کیا تھی؟ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے خود وضاحت فرما دی: ﴿ اِذۡ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۳۱﴾ ﴾ ’’جب بھی کہا اُس سے اُس کے پروردگار نے کہ مطیع فرمان ہو جا تو اُس نے کہا میں مطیع فرمان ہوں تمام جہانوں کے پروردگار کا۔‘‘

اہل کتاب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان تو یہ تھی کہ وہ صرف ایک اللہ کی طرف مکمل طور پر یکسو ہو کر اس کی بندگی کرتے تھے۔ یعنی اللہ کے ہر حکم اور اس کی ہر رضا کے آگے سر جھکائے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ کے حکم پر اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے پر بھی تیار ہو گئے اور انہوں نے اسی طرزِ عمل کی وصیت اپنے بعد والوں کے لیے بھی کی تھی: ﴿ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبۡرٰهٖمُ بَنِيۡهِ

پریس ریلیز 13 جنوری 2017ء

ہم وزیر اعظم کے اس بیان کہ ’’مسلم، ہندو، سکھ اور عیسائی ہم سب ایک ہیں۔‘‘ کی شدید مذمت کرتے ہیں

دوسروں کو خوش کرنے کے لیے کسی قسم کی مذہبی ہم آہنگی اسلام سے انحراف اور بغاوت کے مترادف ہے

حافظ عاکف سعید

اسلام دینی امور اور احکامات میں کوئی لچک نہیں رکھتا۔ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران وزیر اعظم کے اس بیان پر کہ مسلم، ہندو، سکھ، عیسائی ہم سب ایک ہیں پر تبصرہ کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے بھی وزیر اعظم نواز شریف ہندوؤں سے خطاب کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کر چکے ہیں کہ وہ ہولی کی تقریب میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ یہ بھی ارشاد فرما چکے ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا خدا ایک ہے، ان کا رہن سہن اور کلچر ایک ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں واضح کرتا ہے کہ جن کی عبادت غیر مسلم کرتے ہیں ان کی عبادت مسلمان نہیں کرتے۔ قرآن پاک میں چیلنج کے انداز میں یہ بات کہی گئی ہے کہ تمہارے لیے تمہارا دین اور ہمارے لیے ہمارا دین۔ امیر تنظیم نے کہا کہ یہ درست ہے کہ اسلام میں جبر نہیں، کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا جا سکتا۔ علاوہ ازیں ایک اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں کی جان، مال اور عزت کی بھی حفاظت کرے۔ وہ اپنے گھروں اور عبادت خانوں میں اپنی مرضی کے مطابق مذہبی رسومات ادا کرنے میں آزاد ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی برداشت اور مذہبی ہم آہنگی کو گڈ مڈ کیا جاتا ہے۔ اسلام مذہبی برداشت کا قائل ہے اور وہ کسی کو مذہب کی بنیاد پر ٹارگٹ نہیں کرتا۔ لیکن دوسرے مذاہب کے ساتھ کسی بھی نوعیت کی ہم آہنگی مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں۔ ہم قرآن و سنت کے احکامات کے حوالہ سے رتی بھر لچک کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ دوسروں کو خوش کرنے کے لیے کسی قسم کی مذہبی ہم آہنگی اسلام سے انحراف اور بغاوت کے مترادف ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

وَیَعْقُوْبُ ؕ ''اور اسی کی وصیت کی تھی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی۔'' ﴿یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ﴾ ''اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے'' ﴿فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾﴾ (البقرہ) ''پس تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان!''

یعنی سب کو یہی حکم تھا، اہل تورات کو بھی اور اہل انجیل کو بھی کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے طریقے کے مطابق ہی اللہ کی بندگی اختیار کریں اور:

﴿وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ﴿۵﴾﴾ (البیّنۃ) ''اور (یہ کہ) نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں' اور یہی ہے سیدھا (اور سچا) دین۔''

یہی دین دے کر آپ ﷺ کو بھی بھیجا گیا۔ یعنی یہ بھی ایک روشن اور واضح دلیل تھی کہ اہل کتاب جن کو اپنا پیشوا مانتے تھے ان کا دین بھی وہی تھا جو آپ ﷺ لے کر آئے لہٰذا چاہیے تو یہی تھا کہ اہل کتاب اپنے پیشواؤں اور پیغمبروں کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے فوراً ایمان لے آتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر اپنے رب کی بندگی اختیار کرتے ہوئے اللہ کے حکم اور اس کی رضا کے آگے سر جھکا لیتے۔ مگر انہوں نے تکبر کیا کہ آخری نبی ہم سے کیوں نہ آیا اور اس بناء پر اپنے اصل دین سے ہی منہ موڑ لیا۔

بحیثیت مسلمان آج ہمیں بھی سوچنا چاہیے کہ ہمارے دین میں سب سے پہلے بندگی کا ہی تقاضا ہے اور اس کے بعد نماز اور زکوٰۃ کا۔ آج ہم نے بس نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو دین سمجھ لیا ہے اور باقی تمام زندگی اللہ سے بغاوت، اس سے بے وفائی اور اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں کے ساتھ ساز باز میں گزر رہی ہے۔ ہمیں اللہ نے جو نظامِ زندگی دیا تھا اور اپنے پیارے رسول ﷺ کے ذریعے اسے دنیا میں قائم کیا تھا، آج ہم اس نظام سے بغاوت پر تلے ہوئے ہیں اور اس نظام کے راستے میں ہر طرح کی رکاوٹیں ڈالنے کے لیے اللہ کے دین کے دشمنوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہیں۔ آج ہماری ساری وفاداریاں اللہ کے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔ جبکہ ہمارے لیے حکم یہ تھا کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی بندگی کی اور اسی سے وفاداری میں زندگی گزاری ہم بھی انہیں کے طرزِ عمل پر چلتے ہوئے زندگی گزاریں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ﴾ ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کی روش اختیار کی' خواہ وہ اہل کتاب میں سے تھے خواہ مشرکین میں سے'' ﴿فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ؕ﴾ ''وہ ہوں گے جہنم کی آگ میں' اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' ﴿اُولٰٓئِکَ ہُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ ﴿۶﴾﴾ ''یہی لوگ خلقت میں سے سب سے بدترین ہیں۔''

یہاں ہمارے لیے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین دونوں کے لیے کفر کا لفظ کیوں آیا؟ حالانکہ اہل کتاب کا بھی اپنے اللہ اور اپنے نبیوں پر ایمان ہے اور مشرکین بھی اللہ کو مانتے تھے۔ آج کل ہمارے ہاں کچھ زیادہ ہی بڑے دانشور بن کر بعض لوگ یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اہل کتاب کو ہم کافر نہیں کہہ سکتے۔ انہیں بہت زیادہ فکر ہے کہ ان کے لیے لفظ کفر کیوں استعمال ہو رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اہل کتاب اگر آنحضور ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے لیکن اپنے نبیوں پر تو ان کا ایمان ہے لہٰذا ان کے لیے کفر کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہو؟ مگر یہاں قرآن کیا کہہ رہا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ﴾

ان کا کفر کیا ہے؟ جب تک وہ اپنے اصل دین یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر قائم رہے، ان کا مقام و مرتبہ اللہ کے ہاں بھی بلند تھا اور وہ بہترین خلائق تھے۔ اب وہی دین حضرت محمد ﷺ سے لے کر آئے ہیں تو انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ اس سے بڑی اور روشن دلیل اور کیا ہو سکتی تھی کہ وہی دین ان کے پیغمبروں کا تھا اور وہی دین آپ ﷺ کا بھی ہے۔ لہٰذا انہوں نے آپ ﷺ کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ تمام پیغمبروں کا انکار کیا ہے؟ چاہے وہ اپنے پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان کا دعویٰ ہی کیوں نہ کریں جب آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے تو گویا انہوں نے اپنی کتابوں کا بھی انکار کیا ہے۔ کیونکہ وہی ہدایت ان کتابوں میں تھی جو قرآن میں نازل ہوئی۔ جس طرح شیطان اللہ کا حکم نہ مان کر راندۂ درگاہ ہوا اور بدترین مخلوق ٹھہرا اسی طرح یہ بھی اللہ کے حکم اور اپنے پیغمبروں کی نصیحت کو ٹھکرا کر بدترین خلائق بن گئے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ﴾ ''(اس کے برعکس) وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے'' ﴿اُولٰٓئِکَ ہُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ﴿۷﴾﴾ ''یہ لوگ خلقت میں سے سب سے بہترین ہیں''۔

یعنی صرف نسلی بنیادوں پر اچھے یا برے کی تمیز نہیں کی جا سکتی کہ کوئی بنی اسرائیل میں سے ہے تو وہ اعلیٰ ذات ہے اور کوئی بنی اسماعیل میں سے ہے تو وہ اُمی ہے۔ نہیں بلکہ مقام و مرتبہ، عزت و شرف اسی میں ہے کہ کون اللہ کا فرمانبردار اور سچا وفادار ہے۔ حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ اپنے رب کی سچی بندگی اور وفاداری کی وجہ سے ہے اور ان کا حقیقی وارث وہی ہے جو البیّنۃ یعنی قرآن اور حضور ﷺ پر ایمان لانے والا ہے اور اپنے عمل سے اس کی تصدیق کرنے والا ہے۔ یعنی صرف ایمان لانے کا دعویٰ تو ہم سب ہی کرتے ہیں، عمل سے بھی ثابت کریں کہ ہم واقعی اللہ کے سچے وفادار اور فرمانبردار ہیں۔ دنیا میں بھی عزت اسی بندے کی ہوتی ہے جو اپنے آقا یا مالک کا سچا وفادار اور فرمانبردار ہو۔ اللہ تعالیٰ تو پوری کائنات کا مالک اور خالق ہے اور جو لوگ اس کے سچے فرمانبردار ہیں وہی بہترین خلائق ہیں اور انہیں کا مقام و مرتبہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ!

﴿جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ﴾ ''ان کا بدلہ ہوگا ان کے رب کے پاس دائمی قیام کے باغات کی صورت میں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی' ان میں وہ رہیں گے ہمیشہ ہمیش۔'' ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ﴾ ''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔'' ﴿ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ﴿۸﴾﴾ ''یہ (صلہ) اُس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔''

جنت کی نعمتوں کا ذکر قرآن مجید میں کئی مقام پر آیا ہے مگر وہ انسانی تصور کے مطابق ابتدائی سا ذکر ہے۔ اصل نعمتوں کے بارے میں خود قرآن کہتا ہے کہ آپ لوگ دنیا میں رہتے ہوئے ان کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کی اصل حقیقت وہاں جا کر ہی معلوم ہوگی۔ دنیا کی نظر سے نہ انہیں دیکھا جا سکتا ہے اور دنیا میں انسانی ذہن ان کا تصور ہی کر سکتا ہے۔ وہ نعمتیں ہوں گی بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اور یہ صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوں گی جو اپنے رب کے سچے وفادار اور فرمانبردار ہوں گے، ہر ہر قدم پر اللہ سے ڈرنے والے اور اس کی ناراضگی سے بچنے والے ہوں گے۔ اس کے احکامات کو توڑنے اور جہنم کے عذاب سے ڈرنے والے ہوں گے اور سیدھی راہ پر چلنے والے ہوں گے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ! اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ! آمین' ثم آمین! ❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ حیدرآباد، ٹنڈوآدم کے رفیق ملک ارشاد علی کی اہلیہ کے گردے فیل ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مریضہ کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اپنے حصے کا فرض

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا 2017ء میں داخل ہو گئی۔ نائن الیون کے بعد کی دنیا سرتاپا بدل چکی ہے۔ کہانی تو پچھلی صدی سے ہی چل رہی تھی، بس یکایک رفتار بہت تیز (Fast Forward) ہو گئی۔ روس کی شکست پر جب 1990ء میں سوویت یونین کا خاتمہ ہوا تو صحافیوں نے نیٹو کے سیکرٹری جنرل سے پوچھا کہ اب نیٹو کی کیا ضرورت باقی ہے؟ یورپی سیکرٹری جنرل نے فی البدیہہ جواب دیا: لیکن اسلام ابھی باقی ہے۔ اس سے آگے کی پوری کہانی اسلام سے نمٹنے کی ہے۔ جس نے وہ سب کچھ دکھایا جس کے بعد یہ حدیث سمجھ آ گئی: قیامت کے قریب یہ عالم ہوگا کہ ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کی قبر کے قریب سے گزرے گا تو تمنا کرے گا کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا۔ (بخاری) دنیا کیا سے کیا ہو گئی! جتنے بھی عیب تھے وہ ہنر ہو کے رہ گئے! دنیا آج اگر متعفن ہے تو مسلمانوں کے خون اور ان کی گلتی سڑتی لاشوں سے نہیں بلکہ انسانی ضمیر کے اجتماعی قبرستانوں سے اٹھتے تعفن سے، سڑاند سے جینا دوبھر ہے۔

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب جب اقبال نے کہا تھا، ابھی تو استبداد کی گویا شروعات تھیں۔ آج وہ اپنے جوبن پر غول در غول انسانیت کو بھنبھوڑتا، ننھے بچوں کی لاشیں روندتا، ہسپتالوں سے زندگی بچانے کی ہر رمق چھینتا، عورت کو پامال کرتا، نوچتا پھاڑتا سرِعام دنیا کی سکرینوں پر جلوہ گر ہے۔ چمکتی دمکتی گاڑیاں، فراٹے بھرتی لینڈ کروزریں، دمکتے شہروں ملکوں کے ہنگام سے عالی شان لباسوں میں جگمگاتے ہالوں میں دنیا بھر کے کیمروں کی چکا چوند میں امنِ عالم کے بڑے بڑے ٹھیکے دار کامیابیوں کے مژدے سناتے ہیں! امنِ عالم کے تحفظ کے وعدے، انسانیت کی فلاح کی بلند آہنگ تقاریر! افغانستان، عراق، شام، فلسطین، کشمیر، برما سے اٹھتے دھویں، گوانتانامو بے، اسرائیل، بھارت اور دنیا بھر کے بے نام عقوبت خانوں میں انسانوں کو زندہ لاشوں اور ڈھانچوں میں بدلنے کے باوجود جاری و ساری ہیں۔

کیا یہ عجیب ہے کہ ساری لاشیں، سارے قیدی، سارے مہاجر، یتیم بچے، خون کی ندیاں، ابدان کے چیتھڑے سب مسلمانوں کے ہیں؟ اور کیا اس سے بھی بڑھ کر یہ عجیب نہیں کہ روس، امریکہ، نیٹو اور مسلمان ہونے کے دعوے کے باوجود، کئی مسلمان ممالک کا ہدف ایک ہی ہے؟ حلب میں ناقابلِ بیان تباہی و بربادی کی بنیاد پر پائی جانے والی فتح پر ایران اور روس میں یکساں خوشیاں منائی گئیں۔ اور کیا یہ بھی حیران کن نہیں کہ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو عرب امارات میں مسلمان بھی بھرپور کرسمس اور نئے سال کے جوش و خروش میں پیش پیش تھے۔ اور یہ بھی کہ یہ عالمی جنگ جو پورے گلوب پر جاری ہے اس میں مسلمان حکومتیں مارنے والوں، بم برسانے اور اسلام سے نمٹنے والوں کی اتحادی ہیں اور اس کی قیمت بھی وصول کرتی ہیں۔

پوری اسلامی تاریخ میں مسلمان اور کافر کا ہدف کبھی ایک نہ ہوا تھا۔ جو کہانی مدینہ میں یہودی قبیلے بنو قینقاع اور بنو نضیر کے نکالے جانے پر ہم نے سیرت النبی ﷺ میں پڑھی تھی، عبداللہ بن ابی ان کا پشت پناہ بن کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس پر قرآن نے اس شخص کو اور اس کے متبعین کو کیا نام دیا تھا؟ کافر اور مسلمان کی شانہ بہ شانہ یہ تصویر دورِ نبوی ﷺ ہی میں اللہ نے دکھا دی تھی۔ بات سمجھا دی تھی!

اس جنگ میں یہ بھی تو اتفاق نہ تھا کہ امریکہ جب عراق کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کر رہا تھا تو عراق کے سکولوں کے لیے نیا نصاب اس کے فوجیوں کی بغل میں تھا۔ مذہبی اور تہذیبی سطح پر فتوحات تو صرف بدلے نصابوں سے ممکن ہیں۔ سو وہ بھی مسلم ممالک میں ہمراہ جاری و ساری ہیں۔ پاکستان میں صرف ایک کتاب دیکھ لیجیے۔ باقی دیگ اسی متعفن تہذیبی ذائقے کی ہے جسے چٹ کرتے نئی ہاؤ ہونسل پروان چڑھائی جا رہی ہے۔ یہ ''آکسفورڈ ہسٹری فار پاکستان'' ہے۔ چھٹی جماعت میں ہمارے نوخیز بچوں کو پہلا سبق ڈارون کی تھیوری (جو سائنسی بنیادوں پر بھی رد ہے!) کا ہے، جس میں انہوں نے اپنے آباء و اجداد اٹھا کر ہمارے بچوں کو پڑھا دیئے۔ باضابطہ بن مانسوں کی تصاویر کے ساتھ درجہ بدرجہ ڈھلتا (تصوراتی) انسان وجود میں آتا ہے۔ تحریر کیا گیا ہے کہ یہ اولین انسان چھپکلیاں اور مردار (سب کچھ کچا) کھاتے تھے، برہنہ پھرتے تھے۔ دماغ تھوڑے بڑے ہو گئے تو وہ عقلمند ہو گئے۔ ڈارون کے دماغی فتور پر تیار کردہ کھنڈرات سے کھودی مردار تہذیب و تاریخ ہمارے بچوں کو پڑھا دی؟

آج کے یہ دیو ہائے استبداد تو شاید انہی پر رشک کرتے زمین کو ظلم اور جہالت کے تاریک گڑھے میں دھکیل رہے ہیں...... لیکن ہم......؟ امتِ خاتم الانبیاء ﷺ...... سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم؟ ہمیں زندگی کی پوری کہانی الف تا ی ہمارے خالق مالک رب العالمین...... مالک الملک نے خود قرآنِ عظیم میں پڑھائی۔ بنی آدم کو بخشی تکریم پڑھائی...... کہاں ہم برگزیدہ آدمؑ و حوا کی اولاد، ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبروں کے لائے دین کے وارث، جبریلِ امینؑ کے ذریعے تربیت پا کر اشرف المخلوقات بننے کے اہل...... اور کہاں یہ افریقہ کے جنگلوں سے خوخیاتے نکلے وحشی درندوں کے بیچ سے نکل کر بن مانس سے ٹائی سوٹ تک کا سفر طے کرتے جہلاء......؟ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک! باقی کتاب کا سفر بھی ہمارے بچوں کی برین واشنگ کر کے اس میں غلامی کا بدبودار بھوسہ (نہایت بھاری فیسیں چکائے) بھرنے کا سفر ہے۔ ہم جو شاندار تاریخ کے وارث ہیں۔ جو انبیائے کرام کے سحر طاری کر دینے والے بے مثل سیرت و کردار کے ارفع ترین نمونے لیے قرآن میں نگینوں کی مانند جڑے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا گروہ عام انسانوں کو اوجِ ثریا تک اٹھا کر لے جانے والے نمونہ ہائے عمل کا مزید ہے۔ پوری تاریخ مٹی کے بنے انسانوں کے قرآن اور اسلام کے ذریعے علم و عمل سے منور، درخشاں کرداروں سے جا بجا مزین ہے۔ ہمارے بچوں کو فراعنۂ مصر، یونانی دیویوں، دیوتاؤں، اشوکا گپتا کے سرابوں میں گھماتے پھرنے کا کیا جواز ہے؟ قوم کے دانشور کہاں ہیں؟ ماہرین تعلیم کہاں ہیں؟ دینی جماعتوں کے شعبہ ہائے اساتذہ کہاں ہیں؟ یہ تو صرف ایک کتاب کو چھوا ہے جو اساتذہ، ٹیوشن پڑھانے سے لے

کروالدین تک کیسے پڑھا رہے ہیں؟ نرسری سے کتب اتنی ہی سنسان بیابان ویرانوں میں ہماری نسلوں کو بھٹکانے کے لیے جاری ہوچکیں۔ ڈراپ سین یہ ہے کہ خارج از اسلام ڈاکٹر عبدالسلام، پاکستان اور ایٹمی پروگرام دشمن قادیانی کے نام پر ایک ادارے کا نام کفر کی خوشنودی کو رکھ دیا۔

2001ء میں ہوش سنبھالنے والے بچے اب جوان ہوچکے۔ یہ جو نیوایئر کے نام پر نوجوان سر پر جیل (gel) لگائے، بال رنگے، اکڑائے ہوئے جینز میں پھنسے، سائیلنسر اتار کر کان پھاڑ موٹر سائیکلیں دوڑاتے جوانی کے ولولے دکھاتے حسبِ حیثیت شراب، کباب، شباب میں ڈوبے رہے۔ جابجا فائرنگ، آتش بازی کے مظاہرے کرتے...... امت کے تصور سے نابلد...... جوان کندھوں پر لدی بھاری امتی ہونے کی ذمہ داری ہے۔ ابن قاسمؒ کے وارث! کیا یہ نہ جانتے تھے کہ انہی کی مسلمان مائیں، بیٹیاں، بہنیں وہ ہیں جو: کمزور پاکر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کردے۔ جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں...... اور جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ (النساء:75،76)

اِدھر آتش بازی، فائر ورک تھے تو حلب اور اب ادلب میں بھی مسلمان اسی فائر ورک کی زد میں ہیں جو روس اور ایران کے ہاتھوں ہوا اور جاری ہے۔ حلب...... ایک ننھی سی گٹھڑی کی تصویر والا حلب...... جس کے باہر دو ننھے معصوم جوتے دھرے ہیں۔ یہ بچی ان کی آتش بازی کا لقمہ بن کر چیتھڑے ہوکر گٹھڑی میں جا سوئی! ہم کہاں ہیں؟ سوئے رہیے...... خاکم بدہن ان کے ایجنڈوں میں پاکستان کا بھی شام بنانا ہے۔ دینی جماعتیں، علماء، باشعور اساتذہ، حقیقی دانشور (بکاؤ سکالرز فار ڈالرز نہیں) قلم کار، والدین اپنی نسلوں کے تحفظ کے لیے...... کلمہ گو زمین کے تحفظ کے لیے اٹھیں...... یک جا ہوں۔ آخرت میں ہمیں تنہا تنہا حساب کے کٹہرے میں اللہ کے حضور جواب دینا ہوگا۔ اپنے حصے کا فرض ادا کیجیے۔

مصلحت کو شو اٹھو خواب لٹے جاتے ہیں
زندہ رہنے کے بھی اسباب لٹے جاتے ہیں

☆☆☆☆☆

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی!

مدیر ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور

ایوب بیگ مرزا

کے مدبرانہ' حکیمانہ' ناصحانہ' اداریوں کا حسین مرقع

بعنوان: ''حق گوئی'' شائع ہوگیا ہے

جس کے مطالعے سے عالمی اور ملکی حالات پر بصارت ہی نہیں' بصیرت بھی حاصل ہوتی ہے اور عمل کے لیے ایک جذبۂ محرکہ بھی پیدا ہوتا ہے

☆

۞ 23x36 سائز کے 404 صفحات ۞ عمدہ پرنٹنگ
۞ دیدہ زیب نفیس ٹائٹل ۞ مضبوط جلد

قیمت صرف: 300 روپے

شائع کردہ: **مکتبہ خدام القرآن لاہور**
36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501
email : maktaba@tanzeem.org
website www.tanzeem.org

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کی پیشکش

CALENDAR 2017

6 صفحات پر مشتمل شمسی و قمری کیلنڈر
قرآنی آیات کی خوبصورت خطاطی سے مزین
☆ 4 دیدہ زیب رنگ ☆ خوبصورت ڈیزائن
☆ عمدہ آرٹ پیپر ☆ سائز: "18"x23

خصوصی رعایتی قیمت 60 روپے

رفقاء واحباب یہ خوبصورت کیلنڈر خود بھی لیں
اور دعوتی نقطہ نظر سے خرید کر احباب میں تحفہ کے طور پر تقسیم کریں
رفقاء تنظیم اسلامی کیلنڈر حاصل کرنے کے لیے اپنے مقامی مراکز کے ذریعے رابطہ کریں

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی
K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-35869501(042)
media@tanzeem.org

مرکز تنظیم اسلامی
67۔ اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور
فون: 36316638,36366638
markaz@tanzeem.org

www.tanzeem.org

فقر پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 6

31 زندگی آں را سکونِ غار و کوہ — زندگی ایں را ز مرگِ باشکوہ!

فقر کافر کیلئے غار اور پہاڑ کا سکون زندگی ہے، فقر مومن کیلئے شاندار موت (شہادت) زندگی ہے

32 آں خدا را جُستن از ترکِ بدن — ایں خودی را بر فسانِ حق زدن

وہ (فقر کافر) ترکِ بدن کر کے خدا کو ڈھونڈنا ہے، یہ (فقر مومن) اپنی خودی کو حق کی سان پر چڑھانا ہے

33 آں خودی را کُشتن و وا سوختن — ایں خودی را چُوں چراغ افروختن

وہ خودی کو مارنا اور جلانا ہے اور یہ خودی کو چراغ کی مانند روشن کرنا ہے

34 فقر چوں عریاں شود زیرِ سپہر — از نہیبِ او بلرزد ماہ و مہر

جب فقر آسمان کے نیچے عریاں ہوجاتا ہے تو اس کے رُعب و ہیبت سے چاند اور سورج لرزتے ہیں

35 فقرِ عریاں گرمیٔ بدر و حنین — فقرِ عریاں بانگِ تکبیرِ حسینؓ

عریاں فقر بدر اور حنین کے معرکوں کی گرمی ہے عریاں فقر حضرت حسینؓ کی صدائے تکبیر ہے

36 فقر را تا ذوقِ عریانی نماند — آں جلال اندر مسلمانی نماند

جب فقر میں عریانی کا ذوق باقی نہ رہا تو مسلمانی کے اندر جلال و دبدبہ بھی باقی نہ رہا

31۔ کافر کی زندگی میں تلاشِ حقیقت کا جذبہ ہوتا ہے تو اس کا ذہن پہاڑوں، جنگلوں اور غاروں میں سکون تلاش کرنے کی سوچتا ہے جیسا کہ عیسائیت، بدھ مت، ہندومت، جین مت وغیرہ میں ہے جبکہ بندۂ مومن یعنی مردِ فقیر اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہو کر ایک اعلیٰ زندگی اختیار کرنے کا سوچتا ہے تو اسلام میں خالق کائنات کی رضاجوئی اور محبت الٰہی کا مظہر دنیا سے ظلم و جور اور بے حیائی کا خاتمہ ہے اللہ کی حاکمیت یعنی نظامِ خلافت کا قیام ہے[1] جس کے لیے جہاد کی ضرورت ہے اسی راہ سے 'موت' ایک شاندار موت 'مرگِ باشکوہ' بن جاتی ہے۔

32۔ کافروں کے تصورات میں خدا کی تلاش یا حق کی تلاش ترکِ لذات میں ہے اور دنیا سے کنارہ کشی میں ہے جبکہ مردِ فقیر فقر اختیار کر کے اپنی روح اور خودی کی آبیاری و بیداری کے لیے اللہ کے دین کی جدوجہد میں لگ جاتا ہے یعنی 'راہِ حق' یا دین یعنی قرآن مجید اور اتباعِ مصطفیٰ ﷺ کو معیارِ حق بناتا ہے اور اس طرح اس کی خودی زیادہ تیز اور فعال ہو جاتی ہے (فساں: اوزاروں کو تیز کرنے کا پتھر)

33۔ جلانے کا ایک ہی عمل ہے۔ ایک جلانا آگ لگا کر کسی چیز کو بھسم کر دینا ہے ایک آگ جیسی چیز کو مسخر کر کے کام میں لانا ہے یعنی چراغ کی صورت بنا دینا ہے۔ کافر 'خودی' کو مارنے اور بھسم کر دینے کی راہ اختیار کرتا ہے جبکہ بندۂ مومن فقر کے ذریعے راہِ حق میں مثال بن کر دوسروں کے لیے عین منجدھار میں رہ کر زندگی بسر کرنا ہے یعنی وہ ایک چراغ کی صورت میں جل کر دوسروں کے لیے رہنمائی کا سبب بنتا ہے۔

34۔ فقر اور مردِ فقیر جب زیرِ فلک کھل کر سامنے آتا ہے تو اس کے رُعب اور ہیبت سے دنیاوی تخت و تاج یعنی قیصر و کسریٰ یا روس و امریکہ تو کیا سورج اور چاند بھی لرزتا ہے (جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری نے گزشتہ ایک صدی میں تین عالمی طاقتوں کو زوال سے دوچار کر دیا ہے)

35۔ فقر یعنی ایمان اور مردِ فقیر یعنی مردِ مومن جب عالم کفر سے ٹکراتا ہے اور حزب اللہ و حزب الشیطان کے مقابلے کا معرکہ سجتا ہے تو بدر و حنین جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں کہ مخلص لیکن تھوڑے لوگ کثیر فوجوں کے جم غفیر (جو ذاتی اغراض و مقاصد کے اسیر ہو کر میدانِ جنگ میں لایا جاتا ہے) پر غالب آجاتے ہیں[2] اور فقر جلوہ دکھاتا ہے اور سامنے آتا ہے تو ؏ 'مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی' کے مصداق حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے موقف کے حق میں ایسی شہادت قبول کرتے ہیں کہ تا ابد مثال بن جاتی ہے۔

36۔ مسلمان ہونا، ایمان والا ہونا اور فقر اختیار کر کے فقیر کہلانے کا تقاضا یہ ہے کہ اس درویش کو حق کی قوت ہاتھ میں لے کر عالم کفر سے ٹکرانا چاہیے۔ قرآن مجید کے بیان کے مطابق جب ایسے مردِ فقیر ایک جماعت اور گروہ کی صورت میں اُبھرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس جماعت کو باطل پر دے مارتا ہے اور باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے[3] فقر میں ترقی سے مردِ فقیر کا جذبہ عریاں ہو جاتا ہے اور مردِ فقیر کے جذبہ سے اسلام اور مسلمانوں میں جلال و قوت و اقتدار کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔

1. ''......پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ (دوبارہ) قائم ہو جائے گی۔ پھر آپؐ خاموش ہو گئے۔'' (رواہ احمد عن نعمان بن بشیرؓ)
2. سورۃ البقرہ (آیت: 249) ''بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے''
3. الانبیاء (آیت: 18) ''بلکہ ہم حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے''۔

اسرائیل عالمی ہیڈکوارٹر امریکہ سے یروشلم شفٹ کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے اس نے سلامتی کونسل سے قرارداد اپنے خلاف خود پاس کروائی ہے کیونکہ جب تک امریکہ کے ساتھ یہودیوں کی عالمی جنگ کی شروعات نہیں ہوتیں اسرائیل یہودیوں کو قائل کر ہی نہیں سکتا ہے کہ ہمیں امریکہ سے نکلنا ہے: اوریا مقبول جان

اسرائیل تو اپنے مقاصد حاصل کیے چلا جا رہا ہے لیکن سوچنے کی بات ہمارے لیے ہے کہ مسلمانوں میں شیعہ سنی کی تقسیم جو پہلے سے تھی اب امریکہ نے ایران کے ساتھ جوہری ڈیل کر کے اس تقسیم کو مزید بڑھا دیا ہے۔: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

اسرائیل مخالف قرارداد کا پس منظر کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: سلامتی کونسل نے حال ہی میں اسرائیل مخالف قرارداد منظور کی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ امریکہ نے بھی اس قرارداد کو ویٹو نہیں کیا۔ آپ کی نظر میں اس قرارداد کے پس پردہ حقائق کیا ہیں؟

اوریا مقبول جان: بنیادی طور پر جتنے بھی انٹرنیشنل کنونشنز ہیں ان پر اسرائیل نے دستخط نہیں کیے ہوئے سوائے ایک کے اور وہ ہے جنیوا اکارڈ۔ اس معاہدے کی ایک شق بڑی اہم ہے کہ اگر آپ کسی علاقے کو فتح کرتے ہیں یا وہ علاقہ آپ کے زیرنگرانی رہتا ہے تو اس معاہدے کی رو سے آپ اس کی ہیئت فضائی کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ مثلاً اگر پاکستان امرتسر کو فتح کر لیتا ہے تو وہ امرتسر میں کوئی عمارت نہیں بنا سکتا، ان کے کسی گردوارے کو مسجد میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ واحد کنونشن ہے جس پر اسرائیل نے دستخط کیے ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے سی ڈاٹ، سی آر سی، انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس سمیت کسی کنونشن پر دستخط نہیں کیے ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امریکی انتخابات میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے وہاں دو قوتوں کو بڑی شدید شکست ہوئی ہے۔ یعنی امریکن میڈیا اور امریکن اسٹیبلشمنٹ کو۔ اب یہ احساس ہوا ہے کہ امریکہ میں موجود زائنسٹ امریکی میڈیا اور اسٹیبلشمنٹ سے زیادہ طاقتور ہیں۔ کیونکہ جتنا صیہونی امریکن نبض کو جانتے ہیں اور جان چکے ہیں اتنا نہ میڈیا جانتا ہے اور نہ کوئی اور۔ چونکہ جمہوریت کا بنیادی سٹائل یہ ہے کہ یہ صرف 15 دن کے لیے ہوتی ہے۔ ایک شاندار سا میلہ سجایا جاتا ہے جس میں رنگ برنگی روشنیاں ہوتی ہیں، رقص و سرود ہوتا ہے اور عوام کو یہ بتایا جاتا ہے کہ تمہاری بنیاد پر ہی ووٹ پڑیں گے، تم ہی حکمران ہو گے، طاقت کا سرچشمہ تم ہو۔ یعنی عوام کی بہت سی چیزوں کو exploit کر کے ووٹ حاصل کیے جاتے ہیں۔ نوم چومسکی اپنی کتاب ”مینوفیکچرنگ کنسینٹ“ میں لکھتا ہے کہ رائے عامہ ہوتی نہیں ہے بلکہ جیسے ایک میز بنائی جاتی ہے ایسے ہی رائے عامہ بھی بنائی جاتی ہے۔ امریکی عورتوں کی اکثریت نے بل کلنٹن کو ووٹ دیا تھا، جب ایک سروے میں ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو 75 فیصد خواتین نے کہا کہ وہ ہمارے خوابوں میں آتا تھا۔ یعنی وہ ان کا nocturnal ہیرو تھا۔ بہرحال حالیہ انتخابات میں شکست کے بعد امریکی اسٹیبلشمنٹ نے چاہا کہ اسرائیل

مرتب: محمد رفیق چودھری

کو اس مسئلے میں کم از کم سبق سکھایا جائے کہ وہ کیا کچھ کر سکتی ہے۔ اس پر ایک امریکی خاتون بیٹی سینٹ جینز کا بڑا مزیدار کالم آیا ہے۔ یہ امریکہ کی مشہور کالمسٹ بن گئی ہے جبکہ 25 سال اس کی زندگی طوائف کی زندگی تھی۔ وہ کہتی ہے کہ جتنی میں مرد کو تفصیل سے اور closely جانتی ہوں کوئی بھی نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ ٹرمپ کے پیچھے جو صیہونی تھے ان کی تنظیم B'nai B'rith جس کو اینٹی ڈیفامیشن لیگ کہتے ہیں اور دوسری یہودی تنظیموں نے ٹرمپ سے کہا کہ امریکیوں کے کچھ دقیانوسی تصورات ہیں، اگر ان کو تم exploit کر لو گے تو جیت جاؤ گے۔ وہ کہتی ہے کہ امریکن بلیک اینڈ وائٹ میں سوچتے ہیں grey میں نہیں سوچتے۔ اس نے کہا کہ امریکن چند بنیادی چیزیں سوچتے ہیں اور ان کے حوالے سے بڑے پکے ہیں۔ (1) ہر کالا بنیادی طور پر امریکہ پر بوجھ ہے۔ (2) ہر ہسپانوی جو امریکہ میں آتا ہے وہ بنیادی طور پر مہاجر ہے۔ (3) ہر مسلمان دہشت گرد ہے۔ (4) ہر عورت جو ملازمت میں کامیاب ہے اور اپنے کیرئیر کو ترجیح دیتی ہے وہ اکیلی ہے، شادی نہیں کر سکتی، گھر نہیں پال سکتی۔ ان کے یہ چند مختلف قسم کے پروٹوٹائپ ہیں۔ جیسے ہمارے سیکولرز کہتے کہ ہر مولوی متعصب ہے، ہر داڑھی والا دہشت گرد ہے۔ اسی طرح انہوں نے امریکیوں کی ان پانچ چیزوں کو exploit کیا اور اب جاتی دفعہ اوباما کے ساتھ مل کر انہوں نے اسرائیل کے خلاف یہ قرارداد پیش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اسرائیل نے خود کروائی ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ ہے کیونکہ اسرائیل امریکہ سے انتقام لینا چاہتا ہے۔ جیسا کہ پیوٹن نے کہا کہ یہودیوں نے دو عیسائی دنیاؤں کو تباہ کرنے کے لیے دو مختلف نظریات دیے ہیں۔ آرتھوڈوکس کرسچن جو کٹر قسم کے عیسائی ہیں، وہ سود نہیں کھاتے، داڑھی رکھتے ہیں، 25 دسمبر کو کرسمس نہیں مناتے اور ان کے ہاں یہ تصور ہی نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر چڑھ کر ہم سب کے گناہ معاف کر چکے ہیں۔ وہ یونان میں تھے۔ پھر رومانیہ، روس اور یوگوسلاویہ میں آ گئے۔ پیوٹن کہتا ہے کہ ان علاقوں میں یہودیوں نے کارل مارکس کو کمیونزم دے کر بھیجا اور مغرب میں جہاں کیتھولکس ہیں اور جسے عالمی سطح کی عیسائیت کہا جاتا ہے وہاں سیکولرازم کو بھیجا۔ پیوٹن کہتا ہے کہ یہودیوں نے ہمیں (آرتھوڈکس کو) تو مکمل طور پر تباہ کر دیا اور اب وہ مغرب (کیتھولکس) کو تباہ کر رہے ہیں۔ امریکہ کی پوری طاقت ایک سڑک کی طاقت ہے جسے وال سٹریٹ کہتے ہیں۔ اس کے دونوں طرف بیریئرز لگے ہوئے ہیں، جیسے لگتا ہے آپ لاہور کے کینٹ میں داخل ہو گئے ہیں۔ وال سٹریٹ پر پوری دنیا کے بینکوں کے دفاتر ہیں۔ حالت یہ ہے کہ 45 ہزار کارپوریشنز ہیں، پانچ سو کو رکارپوریشنز کنٹرول کر رہی ہیں اور ان کو 20 بینک آرٹیفیشل کریڈٹ کے ذریعے create کرتے ہیں۔ جس دن یہ پورے کے پورے ہیڈکوارٹرز وہاں سے جس جگہ شفٹ ہو جائیں گے وہ جگہ پھر فائنشل کیپٹل آف دی ورلڈ بن جائے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ میں دو ریاستیں یعنی کیلی فورنیا اور ٹیکساس ایسی ہیں جن کی علیحدگی کے چانسز بہت

زیادہ ہیں۔ یہ دونوں ریاستیں امریکہ نے میکسیکو سے لی تھی اور دونوں اس وقت امریکہ کی بیس لائن اکانومی ہیں۔ تو بنیادی طور پر اس وقت صیہونی لابی نے وہاں سے اکانومی کو شفٹ کرنا ہے۔ اس وقت امریکہ میں 90 فیصد کاغذ کے نوٹوں کی حیثیت ہی ختم ہوگئی ہے۔ اب وہاں کریڈٹ کارڈ استعمال ہوتا ہے اور کریڈٹ کارڈ کا کنٹرول صیہونی لابی کے پاس ہے۔ اب انہوں نے اس کو ڈیجیٹل کر دینا ہے تاکہ ایک ٹیڈی پیسہ بھی اگر خرچ ہو تو بینکوں کو پتہ ہو کہ کس نے کس جگہ اور کس مد میں خرچ کیا ہے۔

سوال: اوریا مقبول جان صاحب کے مطابق یہ قرارداد اسرائیل نے خود منظور کروائی ہے جبکہ اسرائیل نہ صرف اس پر بہت زیادہ ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے بلکہ اس کا کہنا ہے کہ اس قرارداد کے اصل محرک امریکہ اور برطانیہ ہیں۔ آپ اس پر کیا کہنا چاہیں گے؟

بریگیڈیئر(ر) غلام مرتضیٰ: اوریا صاحب نے شروع میں جو بات کہی تھی وہ دراصل جنیوا معاہدے کی ایک بیس لائن ہے۔ مشرقی یروشلم پہلے اردن کا حصہ تھا اور ورلڈ اسٹیبلشمنٹ چاہتی تھی کہ فلسطینیوں کا شور ختم کرنے کے لیے وہاں پر ویسٹ بینک کے تعاون سے فلسطینی ریاست بھی بنا دی جائے اور فلسطینیوں کو وہاں بسا دیا جائے۔ لیکن جب 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اس پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا تو اس کے بعد سے اب تک وہ مسلسل جنیوا معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں کی ڈیموگرافی تبدیل کر رہا ہے اور وہاں پر یہودیوں کو بسا رہا ہے۔ سات لاکھ یہودی اب تک بسائے جا چکے ہیں جن میں سے ایک لاکھ اوباما کے دوسرے دور میں بسائے گئے ہیں۔ پھر جب ایران اور امریکہ کی جوہری ڈیل ہوگئی تو اس وجہ سے اوباما کے ساتھ اسرائیل کی ناراضگی شروع ہوگئی۔ ایک اور بات یہ ہے کہ امریکہ میں اس وقت جو دو پارٹی سسٹم چل رہا ہے اس میں ایک عام تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ ری پبلکنز تھوڑے سے پرو اسرائیل ہوتے ہیں۔ البتہ ڈیموکریٹس اینٹی اسرائیل تو نہیں ہوتے لیکن وہ تھوڑا سا عربوں کے ساتھ بھی بیلنس رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ڈیموکریٹس کے جتنے بھی صدور آئے انہوں نے عرب اسرائیل تصفیہ کی تھوڑی کوشش کی کہ فلسطینی ریاست بھی بنا دی جائے جو کہ ابھی تک بنی نہیں ہے۔ لیکن اسرائیل کا موقف مسلسل وہی رہا ہے چاہے ری پبلکنز کی گورنمنٹ آئے یا ڈیموکریٹس کی کہ وہاں سیٹرنز بنائیں۔ سلامتی کونسل کی ممبر شپ کوئی کل تبدیل نہیں ہونے جا رہی لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ امریکہ کی اوباما انتظامیہ نے جاتے جاتے ایک قدم ایسا اٹھایا ہے جس سے اسرائیل کو ناراض کیا ہے۔ یہاں تک کہ نیتن یاہو نے قرارداد پاس کرنے والے 14 ملکوں میں سے 10 ملکوں کے ڈپلومیٹس کو بلا کر ان کو ڈانٹ پلائی ہے اور ان کو دھمکیاں دی ہیں۔

سوال: اس وقت یو این او کی جو حالت زار ہے اس کے مطابق آپ کے خیال میں اس قرارداد کی اہمیت کیا ہے؟

اوریا مقبول جان: بنیادی طور پر اسرائیل عالمی اقتصادی دارالخلافہ یروشلم میں شفٹ کرنا چاہتا ہے۔ یہ ان کا مقصد ہے۔ آپ لاہور میں چار پانچ کنال کی ایک بہت بڑی کوٹھی کے مالک ہیں، بہت بڑا کاروبار ہے، فیکٹریاں ہیں، دوکانیں ہیں اور میں آپ سے کہوں کہ آپ بلوچستان کے شہر کنڈی میں جا کر بس جائیں جہاں نہ پانی ہے، نہ بجلی ہے اور نہ کوئی اور سہولت ہے اور بلوچ ہر وقت آپ کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں تو وہاں جا کر گھر بنائیں گے؟ کبھی نہیں۔ مگر یہودی 1920ء میں پیرس، انگلینڈ، شکاگو، نیویارک اور برلن سے تمام سہولتوں کو ٹھوکر مار کر اسرائیل پہنچے ہیں۔ یہ وہاں کوئی خواب دیکھنے نہیں گئے بلکہ ان کا اپنے مذہب کی پیش گوئیوں پر یقین کامل ہے کہ ہم نے لڑائی لڑنی ہے اور ان کو پتا ہے کہ ورلڈ ہیڈ کوارٹر وہاں پر شفٹ ہونا ہے۔ آج بھی امریکہ کی بائبل بیلٹ کے مقیم baptists کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہیکل سلیمانی نہیں بنتا اس وقت تک ہمارے مسیحا نہیں آئیں گے کیونکہ انہوں نے اس ہیکل کو تباہ کرنا ہے۔ ان کی پیش گوہیاں یہ ہیں۔ صرف مسلمان ہی اپنے سید الانبیاء ﷺ کی پیش گوہیوں پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ وہ بھی رکھ رہے ہیں اور وہ اسرائیل میں شفٹ ہو رہے ہیں اور پختہ یقین کے ساتھ جا رہے ہیں۔ 2015-16ء میں جو فور بلڈ موز پیریڈ آیا تھا اس کے حوالے سے ان کی کبالہ کی میجر موومنٹ کا کہنا ہے کہ اس کے بعد ان پر ایک ٹریجڈی کا دور آتا ہے مگر پھر انہیں فتح حاصل ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ 1492ء میں آئے تھے تو ہمیں ازابیل فرڈیننڈ نے بہت مارا تھا لیکن پھر اسی سال کولمبس نے امریکہ دریافت کر لیا تو ہمیں ایک لینڈ آف اپر چونیٹیز مل گئی۔ ان کے مطابق اب بھی اسرائیل عالمی سطح پر تھوڑا سا isolate ہوگا لیکن اصل میں ہم فتح حاصل کریں گے۔ انہیں صرف اپنا ہیڈ کوارٹر شفٹ کرنا ہے۔ چونکہ مین ہٹن سے لے کر تمام بینکنگ پر وہ چھائے ہوئے ہیں۔ آپ بروکلین میں جا کر دیکھیں۔ آپ کو چاروں طرف عبرانی لکھی ہوئی نظر آئے گی۔ آپ کو وہاں پر کوئی سکرٹ والی عورت نظر نہیں آئے گی بلکہ مکمل حجاب میں ملبوس خواتین نظر آئیں گی جیسے افغان خواتین برقع میں ملبوس ہوتی ہیں۔ یہ سب لوگ وہاں سے شفٹ ہونا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے انہیں امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات میں ایک دراڑ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ امریکہ کچھ نہیں ہے محض 51 ریاستوں کے ایک cluster کے۔ جیسے مسلمانوں کے 57 ممالک آج اکٹھے ہوجائیں تو یونائیٹڈ سٹیٹ آف اسلام ایسی بنتی ہے کہ جس کے پاس تیل بھی ہوگا، ایٹمی قوت بھی ہوگی۔ مگر یہ الگ الگ ہیں تو کچھ نہیں ہیں۔ اسی طرح امریکہ کے بھی حصے بخرے ہو سکتے ہیں اور یہودی یہ بڑی آسانی سے کر سکتے ہیں جس طرح انہوں نے سوویت یونین کے حصے بخرے کیے تھے۔ 1988ء میں افغانستان سے سوویت یونین کا آخری سپاہی گزر رہا ہے۔ کسی کو یقین تھا کہ اس کے بعد صرف 4 سال میں سوویت یونین ٹوٹ جائے گا۔ تو جیسے کسی چیز کو دیمک لگتی ہے تو وہ آہستہ آہستہ گر جاتی ہے اسی طرح اس قرارداد سے یہودیوں نے امریکن سوسائٹی کو دیمک لگا دی ہے اور ایسا انہوں نے خود کروایا ہے تاکہ تمام یہودی جان لیں کہ اب امریکہ میں ان کا حمایتی کوئی نہیں رہ گیا۔ میری دو یہودیوں سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ امریکہ اور برطانیہ دونوں دشمن ہیں اور ہم ان دونوں کو دیکھ لیں گے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب یورپ میں Anti Semetic feelings شروع ہوئی تھیں تو یہودیوں کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا۔ بے چارے مسلمانوں نے تو انہیں کبھی کچھ نہیں کہا بلکہ 2000 سال سے ان کو جتنی بھی مار پڑی ہے وہ عیسائیوں سے پڑی ہے۔ امریکہ، فرانس، برطانیہ، جرمنی اور ہر جگہ ان سے دشمنی عیسائیوں نے کی ہے۔ یہ جو وینس کا علاقہ ہے اس کی چار گلیاں ہیں، یہ اتنی گندی اور غلیظ گلیاں تھیں جہاں گھیٹو بنایا گیا تھا اور یہودی اس بدبودار علاقے میں پیلے کپڑے پہن کر اور گلے میں ایک تختی لٹکا کر کہ میں یہودی ہوں مارکیٹ میں آتے تھے۔ لہٰذا دشمنی تو پرانی ہے اور اس بناء پر مجھے لگتا ہے کہ اب وال سٹریٹ وہاں سے شفٹ ہونا ہے اور یہ کچھ دنوں یا مہینوں کی بات ہے اور جس دن وہ شفٹ ہوگیا وہاں کچھ نہیں رہے گا۔ کیونکہ یہ سیٹلائیٹ کا دور ہے۔ اقبال نے سورۃ الانبیاء کی ان دو آیات: ﴿وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ﴾ ”اور حرام ہے ہر اُس بستی پر جس کو ہم نے ہلاک کیا کہ (وہ لوٹ آئیں) اب وہ لوٹنے والے نہیں

> کمال اتاترک کا دادا یہودی تھا۔ یہ یہودی رومانیہ اور یوگوسلاویہ میں رہتے تھے جہاں اندر سینیگاگ تھے اور باہر یہ اپنے آپ کو کرسچن ظاہر کرتے تھے۔ پھر یہ مسلمان بھی ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے خلافت عثمانیہ توڑی۔

ہیں۔’’﴿حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ وَهُمۡ مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ یَّنۡسِلُوۡنَ ۝﴾‘‘یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں گے یاجوج اور ماجوج‘ اور وہ ہر اونچائی کے اوپر سے پھسلتے ہوئے چلے آئیں گے۔‘‘ کے تناظر میں بڑی کمال کی بات کہی تھی۔

کھل گئے یا جوج ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تصویر حرف ینسلون

ہر بنک کا اپنا سیٹلائیٹ ہے۔ٹرمپ آرتھوڈوکس عیسائی ہے۔آرتھوڈوکس کرسچن جتنے بھی ہیں آپ دیکھیں گے کہ ان کے ہاں حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کا مجسمہ نہیں ہوتا، وہ اس کے اوپر یقین ہی نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں ہم تو آرتھوڈوکس کرسچن ہیں۔وہ بڑے شدت پسند ہیں اور شدت سے اپنے مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔ Baptists کہتے ہیں کہ یہودیوں کو آباد کرو کیونکہ ان کے ہیکل بنیں گے تو پھر حضرت عیسیٰؑ آئیں گے۔علامہ اقبال نے صحیح فرمایا تھا کہ فرنگ کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے اور وہ بالکل ہے۔ جارج سوروز نے بینک آف انگلینڈ کے یورو کے ساتھ جانے کی بات کی تھی اور اس نے اس طرح بینک آف انگلینڈ کو ڈبو دیا۔انگلینڈ کے یورپی یونین سے جانے سے پہلے یورو کا کتنا چرچہ تھا مگر یہودیوں نے برطانویوں میں نیشنلزم کا ایسا پودا لگایا اور دوسری طرف ایک خوف پیدا کیا کہ بالآخر یہ Brexit ہوا۔تو یہ ایک کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ہیلری کلنٹن کی ای میلز کا معاملہ انہوں نے پیوٹن کی طرف سے نکالا ہے تاکہ یہ دونوں آپس میں لڑیں۔آپ پورے مشرق وسطیٰ کا نقشہ دیکھیں۔ جہاں ایک طرف اسرائیل کی ساری کی ساری آبادی پرسکون ہے، خوشحال ہے، شاندار زندگی گزار رہی ہے اور دوسری طرف عربوں کے جتنے شہر ہیں سب تباہ ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہودی چاہتے ہیں حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ والی یونیورسل سٹیٹ واپس آئے۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ اُر سے نکلے تھے یعنی ترکی کی طرف سے اور دریائے دجلہ کے کنارے چلتے چلتے نیچے آئے تھے خانہ کعبہ کی طرف اور وہاں سے ہوتے ہوئے واپس فلسطین آئے تھے۔یہودیوں کے مطابق یہ سارا گریٹر اسرائیل ہے، رولنگ سٹیٹ آف دی ورلڈ۔ رولنگ سٹیٹ کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ سارے ملک اس کے قبضے میں آجائیں۔ ہوتا یہی ہے کہ اس کا کہنا سب کا کہنا بن جائے۔اس کا سکہ چلتا ہے۔اسی لیے انہوں نے اس خطے کو تباہ کر دیا۔شام میں کچھ نہیں بچا، عراق کے پاس فورس نہیں ہے اور ایک جہاز تک نہیں ہے۔

سوال : آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ اس ساری موو کے پیچھے معیشت کا چکر ہے؟

اوریا مقبول جان :ٹیکنالوجی بھی ان کے پاس ہے۔اس وقت اسرائیل کے پاس تقریباً ڈیڑھ پونے دوسو کے قریب ایٹم بم ہیں۔

سوال : کہا جا رہا ہے کہ امریکہ اور ایران کے جوہری معاہدہ کے وقت سے اسرائیل ظاہری طور پر مخالفت کر رہا ہے اور اب اس قرارداد کے آنے سے یہ مخالفت اور بڑھ گئی ہے۔آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں امریکہ ایران اور اسرائیل کے ساتھ یکساں طور پر سفارتی تعلقات رکھ پائے گا؟

بریگیڈیئر(ر) غلام مرتضیٰ: اب تو ڈونلڈ ٹرمپ آگیا ہے اور اس نے کھل کر اپنا وزن اسرائیل کے پلڑے میں ڈال دیا ہے۔اس نے اپنا آپ دوران الیکشن ہی ظاہر کر دیا تھا اور اب جو اس نے ٹویٹ کیا ہے کہ: Hold

> ٹرمپ نے صحیح کہا ہے کہ داعش امریکہ نے ایران کے توسط سے بنوائی ہے۔اس کی ساری قتل وغارت سنی علاقے میں ہے اور اس کا آج تک اسرائیل اور ایران کے خلاف کوئی ایک بیان بھی نہیں آیا۔

on, I am coming and approaching fast. اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ بہرحال ان کا اسرائیل کے ساتھ ہنی مون شروع ہونے والا ہے۔ اب یہ وقت ہی بتائے گا کہ امریکہ اور ایران کی جوہری ڈیل کا کیا بنے گا۔ لیکن ہمارے لیے سوچنے کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں شیعہ سنی تقسیم جو پہلے سے تھی اب امریکہ نے ایران کے ساتھ ڈیل کر کے اس تقسیم کو مزید بڑھا دیا ہے۔خاص طور پر عرب دنیا جس کی اسرائیل کے ساتھ دشمنی چل رہی تھی وہ بھی امریکہ کے ایران کی طرف جھکاؤ کی وجہ سے اب اسرائیل کے نزدیک آ رہی ہے۔اسرائیل تو اپنے مقاصد حاصل کیے چلا جا رہا ہے لیکن مسلم اُمہ نزع کی حالت میں ہے۔سعودی عرب کا یمن کے ساتھ تنازعہ ہے اور شام سے بھی کوئی خیر کی خبر نہیں آ رہی۔

اوریا مقبول جان :دو چیزیں بڑی مزیدار ہیں۔جب شام کا کرائسز شروع ہوا تھا تو میں لبنان گیا تھا۔ وہاں بکہ ویلی میں شام سے مہاجر آ رہے تھے۔ چونکہ وہ پہاڑی علاقہ ہے اور چھپنے کے لیے بہت جگہ ہے لہٰذا وہاں مختلف علاقوں سے بہت لوگ آتے تھے۔ستر ستر سال کے بوڑھے فلسطینی بھی جنہیں کوئی اُمید نہیں تھی کہ وہ اپنی زندگی میں دوبارہ فلسطین دیکھ سکیں گے بھی یا نہیں۔ وہاں بکہ ویلی میں شہری سہولتیں بھی نہیں تھیں، نہ پانی تھا، نہ بجلی، نہ سیوریج سسٹم، کچھ بھی نہیں تھا۔ وہاں پر ہریری فیملی ایک بات کہتی تھی کہ دوبئ میں جب اسرائیلی بینکنگ انوسٹمنٹ شروع ہوئی ہے تو پرنس محمد وغیرہ نے کہا کہ ہم دوبئ کو ایک ملک بنائیں گے۔اس سے پہلے دوبئ کچھ نہیں تھا۔بس ایک ہریر سنٹر وہاں پر ہوتا تھا اور تیل بھی نہیں تھا۔ پرنس محمد وغیرہ نے پوچھا کہ اگر ہم دوبئ کو بناتے ہیں تو کون سا شہر ہے جو اس کا مقابلہ کرے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ عرب تو سارے عیاشی کرتے ہیں۔بنکاک جاتے ہیں، فلپائن جاتے ہیں لیکن بیروت ایسی جگہ ہے جہاں عرب اس لیے زیادہ جاتے ہیں کہ وہاں ان کو زبان کا مسئلہ نہیں ہوتا اور ویسے بھی میرونائٹ کرسچنز اور فرنچ انفلوئنس کی وجہ سے بڑا آزاد خیال ملک ہے۔ تو اگر بیروت نقشے پر موجود رہا تو دوبئ اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ظاہر بات ہے دوبئ میں جو بھی خواتین آئیں گی وہ امپورٹڈ ہوں گی، کوئی تاجکستان سے آئے گی، کوئی بنکاک سے آئے گی جبکہ بیروت میں تو مقامی ہیں جہاں زبان کا مسئلہ نہیں ہوتا۔انہوں نے کہا کہ دو سپاہی حزب اللہ کو دیئے گئے اور اس کے بعد حزب اللہ کے ٹھکانے پر کسی نے حملہ نہیں کیا۔البتہ بیروت شہر کو تباہ کر دیا گیا۔آخر میں الجزیرہ ٹی وی کا ایک نمائندہ آ کر ایک پُل پہ کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ پورا بیروت تباہ ہو گیا بس ایک یہ پُل بچا ہے۔اسی لمحے اسرائیلی طیارے آئے اور پُل کو گرا دیا گیا۔

سوال : یعنی حزب اللہ اور اسرائیل کی وہ پوری جنگ صرف نورا کشتی تھی؟

اوریا مقبول جان : آپ مجھے یہ بتایئے کہ احمد یاسین جیسے معذور آدمی کو اسرائیلی اس کے ٹھکانے پہ جا کے شہید کرتے ہیں جبکہ اسی جنگ کے دوران حسن نصر اللہ دو دو لاکھ کے مجمع سے خطاب کرتا رہا مگر اسے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ ٹرمپ نے بڑی مزیدار بات کہی ہے کہ داعش امریکہ نے ایران کے توسط سے بنوائی ہے اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ داعش کی ساری قتل وغارت سنی علاقے میں ہے، کردوں سے لڑ رہی ہے جبکہ کرد تو پہلے شروع سے امریکہ کے مخالف ہیں۔داعش کا آج تک اسرائیل اور ایران کے خلاف کوئی ایک بیان نہیں آیا۔ایران کے بارڈر سے صرف ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر داعش کے ٹھکانے ہیں، سارا تیل ایران سے جاتا ہے۔تو داعش ایک انٹرنل الائنس ہے۔جس طرح اسرائیل کا ایک الائنس ہے۔ اسی طرح ایران کے بھی الائنس ہیں۔ افغانستان میں امریکہ گھس ہی نہیں سکتا تھا اگر شمالی اتحاد اس کا ساتھ نہ دیتا اور کون نہیں جانتا کہ شمالی اتحاد کو اسلحہ انڈیا دیتا تھا۔

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

تعلیمِ نسواں اور بچوں کی تربیت

عبدالرحمٰن عمری

علم انسانی زندگی کا وہ جوہر ہے، جس کے بغیر نہ فرد کا کردار بن سکتا ہے، اور نہ ہی صحت مند سماج کی تعمیر ممکن ہے۔ علم دلوں کی زندگی، آنکھوں کا نور اور جسموں کی طاقت ہے۔ اسی علم کی بدولت دنیا اور آخرت کے بلند و بالا درجات تک رسائی ممکن ہے۔ علم ظلمت کی گھٹاؤں میں روشنی کا مینار ہے، نیز معرفتِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔

معلمِ انسانیت ﷺ نے تعلیم کا مقدس سلسلہ سرزمین مکہ ہی سے شروع فرما دیا تھا، اور دارِ ارقم پہلی درس گاہ قرار پائی، جہاں نہ صرف اخلاقی و مذہبی تعلیم دی جاتی تھی، بلکہ عملی تربیت پر بھی اچھا خاصہ زور تھا۔ نیز آپ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے تین درس گاہیں (مسجد بنی زریق، مسجد قبا والی جگہ، اور نقیع الخصمات نامی علاقہ میں) قائم ہو چکی تھیں، جن میں مختلف صحابہ کرام ؓ تعلیم دینے پر مامور تھے۔

معلم اعظم جناب رسول اللہ ﷺ نے دیگر شعبوں کی طرح حصول علم کے معاملہ میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی ہے۔ ارشاد مصطفی ﷺ ہے: یعنی ”حصول علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی میں بھی تعلیم یافتہ خواتین کا ذکر ملتا ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدہ ام سلمہ ؓ علم حدیث کے اسرار و رموز میں اس قدر مہارت رکھتی تھیں کہ ان کا کوئی مدِ مقابل نہ تھا۔ بہت سے تابعین نے ان سے اکتسابِ علم کیا۔ سیدہ ام الدرداءؓ کا علوم و معارف میں بہت بلند مقام تھا، ان سے بھی ایک کثیر تعداد فیض یاب ہوئی۔ نیز شفا بنت عبداللہ عدویہ، حفصہ بنت عمر، ام کلثوم بنت عقبہ، عائشہ بنت سعد اور کریمہ بنت مقداد ؓ زیورِ علم سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔

اسلام تعلیم نسواں کی نہ صرف اجازت دیتا ہے، بلکہ اسے ضروری بھی سمجھتا ہے، لیکن وہ تعلیم اور اس کی غایت کیا ہونی چاہیے؟ اس کا فیصلہ ضروری ہے۔ خواتین کو دین کی بنیادی تعلیم سب سے پہلے دی جائے، تاکہ وہ اپنے واجبات و فرائض اور دین کے احکام و مسائل کو اپنی ضرورت کی حد تک سمجھ سکیں۔ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کرام ؓ کے لیے اکیلے معلم تھے، لیکن آپ ؐ نے نو ازواجِ مطہرات کے ذریعہ صحابیات کو، اور ان کے واسطے سے تمام مسلم خواتین کو نو معلمات دیں۔

ایک مسلمان مرد یا عورت سے اولین مطالبہ دین کا علم ہے، تاکہ وہ اسلامی زندگی بسر کر سکے، پھر دوسرے علوم کا درجہ آتا ہے۔ اسلام لڑکیوں کی عصری تعلیم کا مخالف نہیں ہے، البتہ مخلوط تعلیم اور اسلامی طور وطریقہ سے عاری ہو کر تعلیم حاصل کرنے کا سخت مخالف ہے۔

اس وقت بہت ساری مسلم لڑکیاں عصری تعلیم حاصل کر کے سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں بے پردہ کام کر رہی ہیں۔ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید نے ان کو گھر کی چہار دیواری سے نکال کر بازاروں، دکانوں، کلبوں، ہوٹلوں، محفلوں اور عشرت کدوں کی زینت بنا دیا ہے۔ نیز یہ کہ ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ مخلوط نظام تعلیم نے عورتوں کو غیر شریفانہ زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا ہے، اور یہ چیز ان کے لیے کافی خطرناک ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

ایک عورت کے ساتھ اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ اسے کلرک، ٹائپسٹ اور ایئر ہوسٹس بننے پر مجبور کیا جائے۔

گھریلو زندگی میں عورت کی الگ الگ حیثیت ہوتی ہے، جیسے بیٹی، بیوی، بہو وغیرہ، اور ہر حیثیت سے اس کی ذمہ داریاں بھی الگ الگ ہوتی ہیں۔ لیکن ماں کی حیثیت سے اس کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ان ذمہ داریوں کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم کا تعلق بچہ کی جسمانی نشو و نما سے ہے، مثلاً بچہ کو صحیح وقت پہ صحیح خوراک دینا، مناسب لباس کا انتظام کرنا، اس کو گرم اور سرد سے بچانا، بیماری سے حفاظت کرنا، اور بیمار ہونے پر تیمارداری کرنا وغیرہ۔

دوسری قسم کا تعلق ذہنی نشو و نما سے ہے، مثلاً اسے بولنا سکھانا، جب کچھ بولنے اور سمجھنے کے قابل ہو جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ بات کرنا، اور بتدریج اچھی اچھی باتیں بتانا، بلاوجہ ڈانٹ پھٹکار، اور ہر اس چیز سے احتراز کرنا جس سے بچہ میں خوف یا احساس کمتری پیدا ہو۔ پہلی قسم سے تعلق رکھنے والی ذمہ داریوں کو ایک عام عورت بھی انجام دے سکتی ہے، لیکن پہلی قسم سمیت دوسری قسم کی ذمہ داریوں کو صحیح ڈھنگ سے نبھانا غیر تعلیم یافتہ عورت کے بس میں نہیں، ان کو صرف اور صرف ایک تعلیم یافتہ عورت ہی انجام دے سکتی ہے۔

ایک بچے کی پیدائش کے بعد سے لے کر بڑے ہونے تک اس کی پرورش و پرداخت اور اس کی دیکھ بھال اور تربیت میں سب سے اہم اور بنیادی کردار ماں کا ہوتا ہے۔ پرورش کے ان مراحل میں بچہ کی ضروریات بے شمار ہوتی ہیں، جن میں سے بیشتر کو ماں پورا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی بہ نسبت بچہ کا میلان اپنی ماں کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ پرورش کے اس دورانیہ میں بچہ اپنی ماں سے بہت کچھ سیکھتا ہے اور یہ سیکھی ہوئی چیزیں اس کی طبیعت کا حصہ بن جاتی ہیں۔

ایسے میں ماں اگر تعلیم یافتہ ہے تو وہ اپنے بچہ کی پرورش بہترین خطوط پر کرتی ہے، تاکہ اس کا لاڈلا جسمانی اور ذہنی دونوں اعتبار سے صحت مند اور توانا رہے۔ اس کے برعکس اگر ماں تعلیم یافتہ نہیں ہے تو بچے کی پرورش صحیح ڈھنگ سے نہیں ہو پاتی۔ لہٰذا آج وقت کا تقاضا ہے کہ عورتیں بھی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں، اور ایک بیٹی، ایک بیوی اور خصوصاً ایک ماں کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں بہ حسن و خوبی نبھا سکیں، اور بچوں کی تربیت بہتر انداز سے کر سکیں۔ یاد رکھیں کہ ماں کی گود کو بچہ کی پہلی درس گاہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بچہ یہیں سے اپنی زندگی کی ابتدائی تعلیم حاصل کرتا ہے اور یہی ابتدائی تعلیم بچہ کی آنے والی زندگی کو سنوارنے اور بگاڑنے میں کلیدی رول ادا

کرتی ہے۔

مسلم خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ دینی تعلیم حاصل کریں، تاکہ وہ اپنے دین کے تئیں حساس ہوں، اور بلند کرداری کے ساتھ ایسی زندگی گزاریں جس میں اطاعت وعبدیت کی شان پائی جاتی ہو، اسلام کی عظمت سے دل معمور ہوں، نیز کھانے پینے میں، اٹھنے بیٹھنے میں، رہن سہن میں، پہننے اوڑھنے میں اور رفتار وگفتار میں اسلامی شعار کا مکمل پاس ولحاظ ہو۔ بچوں کی اسلامی تربیت اسی وقت ممکن ہے، جب ماں خود دین دار، صالحہ اور پاک طینت ہو۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہر کامیاب شخص کے پیچھے کسی عورت کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی سچائی کی وجہ سے ڈاکوؤں کا گروہ اپنے جرم سے تائب ہوجاتا ہے، اس کے پیچھے ایک ماں کا ہی ہاتھ تھا کہ اس نے اپنے بیٹے کو سچائی کی تعلیم دی تھی، اور جھوٹ بولنے سے منع فرمایا تھا۔

مسلم خواتین اولاد کی تربیت میں اس بات کا مکمل اہتمام کریں کہ انہیں توحید کی تعلیم سب سے پہلے دیں، ان کا عقیدۂ توحید زندگی کے کسی بھی موڑ پر ڈگمگانے نہ پائے، نیز اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کا درس اس انداز میں دیں کہ ان کے دل و دماغ میں آپ ﷺ کی سچی محبت راسخ ہو جائے، ان کو دیو مالائی کہانیوں کے بجائے انبیائے کرام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کے سبق آموز واقعات سنائیں۔ علوم اسلامیہ کی اہمیت وعظمت دلوں میں اتاری جائے۔ فکر ومزاج، تصور وخیالات، معاملات و عادات کو اسلامی و ایمانی رنگ میں ڈھالا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ انہیں اخلاص وللٰہیت، تقویٰ و پرہیزگاری، اخلاق و کردار، شرم وحیا، اور عفت وعصمت کی تعلیم دی جائے، ان کو اخوت و بھائی چارگی، ایثار وقربانی، عفو ودرگزر، جرأت و بہادری اور حقوق کی پاسبانی کی اہمیت وفضیلت سے روشناس کرایا جائے، اور معاشرتی آداب سے بھی ان کو آگاہ کیا جائے، تاکہ جب یہ جوان ہوں تو ان کے پاس اسلام کی اتنی روشنی ضرور ہو، جس سے وہ صحیح وغلط، سچ جھوٹ، حلال وحرام اور حق وباطل کو آسانی سے پہچان لیں، اور زندگی کی راہ پر کامیابی کے ساتھ محوِ سفر رہیں۔

خلاصۂ تحریر یہ ہے کہ عورتیں حدود وقیود میں رہتے ہوئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم سے بھی لیس ہوں، نیز امور خانہ داری، کشیدہ کاری اور سلائی وغیرہ سے بھی واقفیت ہو۔ ایک تعلیم یافتہ اور ہنرمند عورت ہر جگہ باعزت طور پر زندگی گزار سکتی ہے، اپنے بچوں کے مستقبل کو سنوار سکتی ہے، اور اگر معاشی مسائل درپیش ہوں تو اس پر کافی حد تک قابو پا سکتی ہے۔ اس لیے ہماری تمام مائیں بہنیں علم دین ضرور حاصل کریں۔

امہات المؤمنین، صحابیات اور دیگر عظیم مسلم خواتین کے کردار کو اپنے سامنے رکھیں، اور ان کی زندگیوں کو اپنا آئیڈیل بنائیں۔ کیوں کہ اگر آپ دینی تعلیم سے آراستہ ہوں گی تو پورے گھر کو اسلام کے سانچے میں ڈھال سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو، ہماری ماؤں، بہنوں کو علم کی عظمت اور اہمیت کو سمجھنے والا، اس کو حاصل کرنے والا، دینی علوم کی روشنی میں اولاد کی اسلامی تربیت کرنے والا بنائے، آمین۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، حافظ قرآن، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس سی سافٹ ویئر انجینئر، قد 6 فٹ کے لیے لاہور میں رہائش پذیر، جہیز اور رسومات سے بچنے والے، دینی گھرانہ کی تعلیم یافتہ بچی کے والدین رابطہ فرمائیں۔

برائے رابطہ: 0322-2903608

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے مبتدی رفیق محمد سلیم چندریگر کے بڑے بھائی وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان“

میں 05 تا 11 فروری 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء ونقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

10 تا 12 فروری 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 061-6520451, 0331-7045701

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638 (042)

حکم الٰہی سے اعراض

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

سورۃ النساء کی آیت 60 کا مفہوم ہے: ''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو کلام آپؐ کی طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپؐ سے پہلے نازل کیا گیا، وہ چاہتے ہیں کہ (اپنے تنازعات میں فیصلہ کے لیے) شیطان کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں شیطان کے انکار کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں جا ڈالے۔''

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں ان لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر اور سابق انبیاء پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن جب ان کے درمیان اختلافات اور تنازعات سر اٹھاتے ہیں تو پھر وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور انسانوں کے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلے کروانا پسند کرتے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اصل میں ایک انصاری مسلمان (جو کہ حقیقت میں منافق تھا) اور یہودی کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہو گیا۔ یہودی چونکہ حضور اکرم ﷺ کی عدل پروری اور حق پرستی سے آگاہ تھا اس لیے اس نے آپ ہی کے سامنے یہ مقدمہ پیش کرنے پر اصرار کیا جبکہ منافق کی رائے یہ تھی یہود کے سردار کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں، یہودی کے اصرار کو دیکھتے ہوئے وہ منافق بھی رسول اللہ ﷺ کے حکم کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ آپ نے فریقین کی بات سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ منافق نے باہر آ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانے کی ضد کی۔ اس کا خیال ہوگا کہ چونکہ آپ کفر کے معاملے میں بڑے سخت اور یہود و نصاریٰ کے لیے ننگی تلوار ہیں، اس لیے وہ یقیناً یہودی کے خلاف ہی فیصلہ فرمائیں گے۔ وہ شاید یہ حقیقت نہیں جانتا تھا کہ حضرت عمرؓ ہوں یا کوئی دوسرے صحابی، کفار کی دشمنی کے باوجود عدل و انصاف ہی کا ساتھ دیتے ہیں اور اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی وہ ظلم اور زیادتی نہیں کرتے، جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دونوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا جس کے ضمن میں یہ بھی بتا دیا کہ حضور اکرم ﷺ یہودی کے حق میں فیصلہ فرما چکے ہیں تو آپؓ نے یہ فرماتے ہوئے تلوار سے منافق کی گردن اڑا دی کہ ''جو شخص رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں اس کا فیصلہ میں یونہی کروں گا۔''

مسلمان بحیثیت مسلمان اس امر کا پابند ہے کہ وہ اپنی مذہبی، معاشرتی، تجارتی، سیاسی، ازدواجی اور خاندانی زندگی کے تمام اختلافات کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کرے، قبیلوں، خاندانوں، جماعتوں خصوصاً کافروں کے بنائے ہوئے قوانین کو شریعت کے قوانین پر ترجیح دینا ایک مسلمان کی شان نہیں، بعض اوقات ایسا کرنا انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے اور بعض صورتوں میں بندہ اعتقادی کافر تو نہیں ہوتا مگر عملی کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکموں سے اعراض کی وجہ سے اعتقادی کافر ہو جانے کی ذیل کی چند صورتیں ہیں:

1۔ احکام الٰہیہ کے مبنی برحق ہونے سے انکار کر دے۔
2۔ ان کی حقانیت اور صداقت سے تو انکار نہ کرے لیکن اس کا عقیدہ یہ ہو کہ کتاب وسنت کے مقابلے میں انسانوں کے قوانین زیادہ بہتر ہیں۔
3۔ انسانوں کے قوانین کو بہتر تو نہ سمجھے مگر کتاب وسنت کے برابر خیال کرے۔
4۔ نہ بہتر سمجھے، نہ برابر سمجھے، لیکن اس کا اعتقاد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرنا جائز ہے۔

عملی کفر کی صورت یہ ہے کہ کتاب وسنت پر ایمان کے باوجود محض شہوات اور خواہشات کی اتباع میں شریعت سے روگردانی کرے، ایسا کرنے کی وجہ سے اگرچہ کوئی شخص ملتِ اسلامیہ سے تو خارج نہیں ہوگا مگر یہ روگردانی اور اعراض کرنا زنا، شراب نوشی اور چوری ڈاکے کی طرح کبائر میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔

سورۃ المائدہ کی آیت 44،45 اور 47 میں ان لوگوں کے بارے میں بڑے سخت الفاظ آئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، پہلی آیت میں ایسے انسانوں کو کافر، دوسری آیت میں ظالم اور تیسری آیت میں فاسق قرار دیا گیا ہے۔

انگریزی قوانین کو تو رکھیے ایک طرف، اگر کوئی شخص اپنے مذہبی رہنما، شیخ اور پیر کی بھی شارع علیہ السلام کی طرح اتباع کو واجب سمجھنے لگے تو اسے بھی شرک کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

جب سورۃ توبہ کی وہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، جس میں نصاریٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ''انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کو چھوڑ کر رب بنا رکھا ہے۔'' (سورۃ توبہ 31) تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے علماء و مشائخ کو رب تو نہیں سمجھتے تھے آپ نے فرمایا کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ جس چیز کو حلال کہتے تھے تم بھی اسے حلال اور جسے وہ حرام کہتے تھے تم بھی اسے حرام سمجھنے لگتے تھے، انہوں نے عرض کیا ہاں ایسا تو ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہی ہے مشائخ اور علماء کو رب تسلیم کرنا۔

آخر میں ہم اللہ کے حکموں سے اعراض کے چند نقصانات بیان کرتے ہیں:

1۔ کتاب وسنت کو چھوڑ کر انسانوں کے خود ساختہ قوانین میں زندگی کے مسائل کا حل تلاش کرنے والا اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے۔
2۔ قلق، اضطراب، پریشانیاں اور نفسیاتی بیماریاں ایسے شخص کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں۔
3۔ وضعی قوانین کی اتباع سے جرائم پرورش پاتے ہیں اور ظلم وزیادتی کی روک تھام مشکل ہو جاتی ہے جبکہ اسلامی نظام کو دستور حیات بنانے سے مجرموں اور جرائم کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔
4۔ انسانی دستور کا دل میں احترام نہ ہونے کی وجہ سے اس کی خلاف ورزی کثرت سے ہوتی ہے، جونہی

کسی کا داؤ لگتا ہے وہ اسے پاؤں تلے روند دیتا ہے جبکہ دستورِ اسلامی کا احترام دل میں ہوتا ہے، نہ تنہائی میں اس کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور نہ ہی سرِ عام اس کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔

ملک عزیز پاکستان کو ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے حاصل کیا گیا تھا اور اس کے لیے لاکھوں انسانوں نے قربانیاں دی تھیں، لیکن اس کے حصول کے مقاصد آج تک حاصل نہیں ہو سکے، حکومت سے عدالت تک ہر جگہ قوانین الٰہیہ کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری ہے، ہم ایک منافقانہ سی زندگی گزار رہے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان ضرور کہتے ہیں، لیکن اپنے اختلافات اور جھگڑوں میں کتاب وسنت کی حکمرانی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اس حکم عدولی اور اعراض نے ہمیں آدھے ملک سے محروم کر دیا ہے جبکہ باقی آدھا ملک بھی چراغ سولی بنا ہوا ہے۔ حکمرانوں اور سیاستدانوں سے قطع نظر افراد کا بھی یہ حال ہے کہ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت اور پھر اس کی عظمت کو تسلیم کرنے کے باوجود ایسے حضرات انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں جو بلا چوں وچراں زندگی کے ہر شعبے میں قرآن کریم کی بالادستی تسلیم کرنے پر آمادہ ہوں۔

❀❀❀

نامے میرے نام

محترم جناب حافظ عاکف سعید صاحب

امیر تنظیم اسلامی و چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

تنظیم اسلامی کے شعبہ نشرواشاعت کے تحت حالات حاضرہ کے پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ میں جناب سراج الحق امیر جماعت اسلامی، جناب مفتی منیب الرحمان، جناب علامہ امین شہیدی، مولانا زاہد الراشدی اور جناب شجاع الدین شیخ صاحب سے میزبان جناب وسیم احمد نے کچھ سوالات کیے اور ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 48، 2016ء میں ان کے جوابات پڑھ کر کچھ زیادہ افسوس نہیں ہوا۔

کیونکہ ان سے یہ نہیں پوچھا گیا کہ آپ حضرات شرعی قوانین وشرعی نظام حکومت کے آئینی نفاذ کے لیے ایک پریشر گروپ کے تحت متحد ہو کر حکومت پر معروف وجمہوری طریقوں سے پریشر بلڈ اپ کیوں نہیں کرتے؟ یہی پہلا اور آخری سوال ہونا چاہیے تھا تا کہ ان کا موقف عوام کے سامنے کھل کر آ جاتا۔ مگر یہ سوال نہیں پوچھا گیا۔ افسوس اس وجہ سے ہوا کہ سوال پوچھنے والے اس ادارے سے منسلک ہیں جو کہ ملک میں قرآن وسنت پر مبنی قوانین ونظام حکومت کا سب سے بڑا داعی اور وکیل ہے اور اس کے کارکنان اس پُر آشوب دور میں بھی ’’تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار...... لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر‘‘ کی جستجو میں سچائی کے ساتھ سرگرداں ہیں۔ عوام بھولی نہیں ہے۔ بھی کچھ ریکارڈ پر موجود ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کو ملک میں دین حق کے قانونی غلبے واجراء کے نہ ہونے کا غم اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا، اللہ انہیں جنت نصیب فرمائے۔ انہوں نے تن تنہا کئی دفعہ ملکی مذہبی جماعتوں کے اکابرین وعلماء، مشائخ واسلامی اسکالرز کو دین حق کے آئینی نفاذ کی متحدہ محاذ کے ذریعے عملی کوشش کے لیے اپنے ہاں مدعو کیا تھا، سب کے موقف ریکارڈ شدہ ہیں۔ لیکن ان کی 98 فیصدا کثریت نے ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا صدق دل سے ساتھ نہیں دیا۔ ہاں صرف الیکشن میں عوام سے ووٹ لینے کے لیے کئی اسلامی محاذ بنے اور MMA بھی بنی جس کو اسلام پسند ووٹرز نے خوب ووٹ دیے۔ ان کے کامیاب اُمیدواروں نے پارلیمنٹ اور سینٹ میں بیٹھ کر اور ان کے وزیروں نے وزارتوں کے مزے لوٹے، تنخواہیں، مراعات عوام کے ٹیکس سے وصول کیں۔ لیکن 1973ء کے آئین کو مکمل طور پر قرآن وسنت کے مطابق بنانے، ملک میں شرعی نظام حکومت قائم کرنے، سود کو ختم کرنے، عدالتوں سے مفت اور فوری انصاف کی فراہمی، زکوٰۃ وعشر کی وصولی، غریب، نادار وحاجت مند خاندانوں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی اور اسلامی نظام تعلیم کے لیے پارلیمان میں کسی آئینی ترمیم یا قانون سازی کی کوئی کوشش نہیں کی۔ حتیٰ کہ پارلیمنٹ کے باہر بھی اس سمت میں کوئی پیش رفت نہیں کی گئی۔ لہٰذا اب عوام اسلام کے نام پر ان کی دھوکہ بازی کے جال میں ہرگز نہیں آئیں گے۔

آپ حضرات بشمول ندائے خلافت، میثاق وحکمت قرآن کے Editorial Staff سے گزارش ہے کہ ان مضامین کو ضرور شائع کریں جو دین حق کے آئینی غلبے اور نفاذ کے مطالبے پر مبنی ہوں۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ آپ کے ماہنامہ اور ہفت روزہ میں Editorial تو نفاذ اسلام کے مطالبے پر مبنی ہوتا ہے اور قرآن کی تفسیر بھی خوب ہوتی ہے مگر اندر کے دوسرے مضامین ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ عام طور پر جنگ، مشرق ودیگر اخبارات میں ہمیشہ شائع ہوتے ہیں۔ سیکولر ولبرل مسلمان اور سرکاری ودرباری علماء ومشائخ کی اکثریت جو عوام کے ٹیکس سے تنخواہیں اور مراعات وصول کرتی ہے ایسے ہی میٹھے میٹھے اسلامی مضامین پسند فرماتی ہے جو نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی اہمیت پر لکھے گئے ہوتے ہیں اور جن میں قرآن وسنت کے آئینی غلبے کا مطالبہ نہیں ہوتا۔ بقول اقبالؒ

مست رکھو ذکر وفکر صبحگاہی میں اسے پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں اسے

ان کی کوشش وہدف یہی ہے کہ یہ اُمت کہیں جاگ نہ جائے، یہی ان کو سوٹ کرتا ہے۔ اسی وجہ سے علماء ومفتیان کی بہت بڑی اکثریت نے قوم وملت کی قرآن وسنت کی طرف صحیح راہنمائی نہیں کی۔ لہٰذا ان علما کی وجہ سے مسلم معاشرے کی بہت بڑی اکثریت بھی اس طرح کے کڑوے مضامین کو دل سے ناپسند کرتی ہے جن میں دین حق کے آئینی غلبہ وقیام کی باتیں لکھی ہوتی ہیں۔

حافظ صاحب! آپ سمجھ رہے ہیں؟ مجھے بہت تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔

جب نام ندائے خلافت ہے، میثاق وحکمت قرآن ہے تو ان میں شائع ہونے والے مضامین کی اکثریت بھی مطالبۂ قیام دین حق وغلبۂ قرآن وسنت ہونی چاہیے تا کہ Title of the published articles should strictly match with the title of the weekly monthly journals. کیونکہ ندائے خلافت، میثاق وحکمت قرآن کا اصل موضوع، ہدف، تقاضہ ومطالبہ تو یہی ہے کہ اللہ کا دین ہر سطح پر غالب ہو۔

اللہ آپ کا حامی ومددگار ہو اور اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ آمین

والسلام مع الاکرام

پروفیسر ڈاکٹر جمعہ خان کاکڑ، کوئٹہ

The ongoing genocide of Rohingya Muslims in Myanmar

The 2016-17 persecution of Rohingya *(pronounced as Ruáingga)* in Myanmar refers to the ongoing military crackdown by the Myanmar military forces on Rohingya Muslims in the country's western region of Rakhine State. The crackdown was in response to alleged attacks on border police camps by 'unidentified insurgents' and has resulted in wide-scale human rights violations at the hands of security forces, including extrajudicial killings, gang rapes, arsons, and other brutalities. The military crackdown on Rohingya people drew criticism from various quarters including the United Nations, human rights group Amnesty International, the US Department of State, and the government of Malaysia. The de facto head of government Aung San Suu Kyi has particularly been criticized for her inaction and silence over the issue and for not doing much to prevent military abuses.

The Rohingya people in the northern Rakhine State of Myanmar are known as the world's most persecuted minority group. In modern times, persecution on Rohingya Muslims in Myanmar dates back to 1970s. Since then, Rohingya people have regularly been made the target of persecution by the government and nationalist Buddhists. According to Myanmar state reports, on 9 October 2016, 'some armed persons' in Rakhine state allegedly attacked several border police camps that left nine police personnel dead. Weapons and ammunitions were also looted. The major attack took place in Maungdaw town of the state. The real identity of the attackers remained unknown. In response to the attacks, the Myanmar security forces began major crackdowns on the Rohingya Muslims.

Following the police camp incidents, the Myanmar military began crackdown in the villages of northern Rakhine state. In the initial operation, dozens of people were killed and many were arrested. As the crackdown continued, the casualties increased. Arbitrary arrests, extrajudicial killings, gang rapes, brutality on civilians, and looting have been recorded. According to media reports, hundreds of Rohingya people have been killed so far, and around 20,000 to 30,000 Rohingyas have fled Myanmar as refugees, and have taken shelter in the nearby areas of Bangladesh, a neighboring country to Myanmar. In late November 2016, Human Rights Watch released satellite images that showed around 1,250 Rohingya houses in five villages were burnt down by the security forces. The media and the human rights groups have frequently reported of intense human rights violations by the Myanmar military. During one incident in November 2016, the Myanmar military used helicopter gunships to shoot and kill the civilians. Myanmar has so far not allowed the media persons and human rights groups to enter the

persecuted areas. Consequently, the exact figures of civilian casualties remained unknown. The Rakhine State has been termed as 'information black hole'.

Those who fled Myanmar to escape persecution reported of gang rapes on women, killing of men, torching of houses, and throwing young children into burning houses. The boats carrying Rohingya refugees on Naf River were often gunned down by the Myanmar military.

In January 2017, at least four policemen were detained by government authorities after a video emerged online of security forces beating Rohingya Muslims in November 2016. In the video, Rohingya men and boys were forced to sit in rows with their hands behind their head, whilst they were beaten with batons and kicked. This was the first incident in which the government punished its own security forces in the region since the beginning of the crackdown.

The military crackdown on Rohingya people drew criticism from various quarters. Human rights group Amnesty International termed the military crackdown on Rohingya minority people as 'crimes against humanity' and said that the military had made the civilians a target of 'systematic campaign of violence'. In December 2016, the United Nations strongly criticized the Myanmar government for its poor treatment of the Rohingya people, and called its approach 'callous'. Earlier in November 2016, a senior United Nations official, John McKissick, accused Myanmar of conducting ethnic cleansing in the Rakhine state to free it from Muslim minority. John McKissick is the head of a UN refugee agency based in Bangladeshi town Cox's Bazar. The US Department of State expressed concern about Rakhine state violence and displacement of Rohingyas. In a protest rally in early December 2016, Malaysia's Prime Minister Najib Razak criticized the Myanmar authority for military crackdown on Rohingya Muslims, and described the ongoing persecution as "genocide". Earlier, terming the violence against Rohingya Muslim minority as "ethnic cleansing", Malaysia said 'the issue was of international concern'. Malaysia also canceled two football matches with Myanmar in protest of the crackdown. In late November 2016, Bangladesh summoned the Myanmar envoy in its country to express 'tremendous concern' over the Rohingya persecution. The State Counsellor of Myanmar (de facto head of government) and Nobel laureate Aung San Suu Kyi has particularly been criticized for her inaction and silence over the issue and for not doing much to prevent military abuses. She stated in response: "show me a country without human rights issues." The former head of the United Nations, Kofi Annan, after a week-long visit in the Rakhine state, expressed deep concern about reports of human rights violations in the area. He currently leads a nine-member commission which was formed in August 2016 to look into the situations in the state and to make recommendations to improve the situation there. In early December 2016, the United Nations called on Suu Kyi to take steps to stop violence against the Rohingyas. Earlier, the United Nations office said the persecution against the Rohingya people could be seen as crimes against humanity.

<u>Source</u>: Times of India

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.3

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore